رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

الرحمٰن

حامداً ومصلیاً ومسلماً — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

انہ اٰوی القریہ

سواللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

الحکم

چہ گویم باو گرامی چہار در قادیان ہی — دوا ہی شفا ہی غرض دارالامان ہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے — [illegible]
خواص و سعادتمین سے — [illegible]
ہندوستان سے باہر — [illegible]
غیر مذاہب والوں سے — [illegible]
اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے — [illegible]

نمبر (۴۰) — دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء — جلد (۸)

ملفوظات میں سے کچھ

تین عیسائیوں کی ملاقات

آج تین عیسائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ ایک نوجوان تھے۔ جو کہ ایک صاحب کے بچے تھے اور باقی میں سے ایک صاحب ڈاکٹر صاحب تھے۔ جو کہ ضعیف العمر تھے۔ اور ایک قاضی صاحب پشاوری جوان مرد تھے ایک صاحب انہیں سے وہ تھے۔ جنہوں نے تحقیق مذاہب کی تنا پر بنیاد منداز طور پر حضرت اقدس سے کبھی زمانہ میں خط و کتابت کی تھی۔ جسکی وجہ سے کمال شوق حضور علیہ السلام کی زیارت کا تھا۔

خانقاہوں میں سے ایک مشہور خانقاہ ہے جہاں اکثر لوگ مشرکانہ عقائد کی بنا پر زیارت وغیرہ کو نکلنے جاتے ہیں۔ وہاں کی نسبت ایک عیسائی صاحب نے ذکر کیا کہ جالندھر کے ضلع کے لوگوں کے لئے وہ یہ کیا کرتے ہیں کہ ایک سفید کبوتر کی آنکھیں کر و کے قبر پر چھپا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صاحب مزار کی روح اسی میں حلول کر آئی ہے اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کبوتر تو چھپا نہیں ہوتا اس کے بعد حضرت اقدس اور عیسائی صاحبوں میں ذیل کی گفتگو ہوئی۔ جس میں اکثر روئے سخن ڈاکٹر صاحب کی طرف ہی تھا۔

حضرت اقدس۔ اور آپ کا آنا کس تقریب پر ہوا

ڈاکٹر صاحب۔ صرف زیارت کی غرض سے کیونکہ ایک عرصہ سے شوق تھا۔

حضرت اقدس۔ مگر تاہم کسی تقریب سے ہی آپ کو آنا ہوا ہوگا

ڈاکٹر صاحب میں نے رخصت لی تھی اور بال بچوں کو لیکر آیا تھا۔ وہ لاہور میں ہیں۔ اور خود اور بہر کچھ ہوں یہ باعث رخصت کا آپکی ملاقات ہی تھی۔

حضرت اقدس۔ اب رخصت کے کتنے دن باقی ہیں

مفتی صاحب۔ (صاحب لڑکا) ۱۸ دن باقی ہیں

حضرت اقدس۔ تو اب آپ کو یہ ایام یہاں ہمارے پاس ہی گذارنے چاہئیں۔

حکیم نورالدین صاحب۔ یہ تو آج ہی رخصت ہونے تھے۔ مگر رات کو میں نے رکھ لیا ہے۔

حضرت اقدس۔ جب رخصت ہمارے لئے لی تو پھر رخصت کے ایام ہمارے پاس ہی گذارنے چاہئیں۔

عیسائی قاضی صاحب۔ اتنی فرصت نہیں زیارت مقصود تھی سو ہوگئی۔

حضرت اقدس۔ ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کر کے۔ اب پھر کیا صلاح ہے۔ کتنے دن رہو گے۔

عیسائی قاضی صاحب نے پھر جلدی جانیکا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت اقدس۔ یہ مہمانداری کے اور ہمارے خلاف اور آپ کے ارادے کے بھی برخلاف ہے۔ کہ اسقدر جلدی کیجاوے۔ میرا ارادہ جمعرات کو سیالکوٹ جانیکا ہے تب تک یہیں پھر اکٹھے چلیں گے۔

اس اثنا میں نماز کا وقت ہوگیا۔ حضرت اقدس نے حکم فرمایا کہ انکی خوراک اور بستر اور خوراک وغیرہ کا اہتمام بہت عمدہ طور سے کر دیا جاوے۔ کہ کوئی تکلیف نہ ہو اور پھر سب صاحبان تشریف لے گئے۔ دوسرے دن احمدی عمارات اور کارخانوں کو دیکھ کر رخصت ہوگئے

۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

ایک شخص بیمار کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ انسان حالت تندرستی میں صحت کی قدر نہیں کرتا اگر ان ایام میں اپنے تعلقات اللہ تعالیٰ سے مضبوط کر لے۔ اگر وہ ہر عالم میں اس کا حافظ و ناصر ہو اور جب بیمار ہوتا ہے۔ تو پھر دوبارہ صحت اس لئے طلب کرتا ہے۔ کہ انہی دنیا کے امور میں مبتلا ہو (اگر اس کا ارادہ خدمت دین ہو۔ تو اس کی صحت کا طلب کرنا گویا منشاء الٰہی کے مطابق ہو) ایک بیمار کی نسبت ذکر ہوا۔ کہ اس نے کئی سو روپیہ لوگوں سے لینا ہے مگر صرف چند روپوں کے کاغذات میں باقی تمام زبانی لین دین ہے اور اسکی دوا کے ایام میں بعض احباب نے تجویز کیا۔ کہ جو کچھ قرض لوگوں کے ذمہ ہیں اور وہ تحریر میں نہیں آئیں۔ تو چاہئے کہ اب دو آدمی گواہ مقرر کرے۔ اس کی زندگی میں وہ قرضہ ان مقروضوں کی منوالی جاویں اور تحریر کرالیجاوے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکی فرد کو ششیر کرانی چاہئے۔ یہ بڑے ثواب کی بات ہے۔ کیونکہ ہے کہ اگر وہ مر جاوے تو بیچارے لڑکیوں کو ہی کچھ فائدہ

پہنچ جاوے۔

یہ میں نے اس لئے لکھا ہے۔ کہ اس قسم کی احتیاط کرنے نازک موقعوں پر مد نظر رکھی جاوے۔ اور سہل انگاری کو ان معاملات کو ترک کیا جاوے۔ ایڈیٹر

اہل اسلام کی وحدت اور اخوت پر ذکر ہوا کہ عیسائیوں نے بھی اس خوبی کو تسلیم کیا ہے۔ کہ مسلمان لوگ جب مسجد میں داخل ہو جاویں۔ تو انمیں بادشاہ اور امیر و غریب کی کوئی تمیز نہیں رہتی۔ اور کسی کو حق نہیں کہ کسی قسم کا امتیاز کرے۔ حالانکہ عیسائیوں کے گرجے اس سے محروم ہیں۔ خاص انگریزوں کے گرجوں میں عام عیسائی لوگ داخل نہیں ہو سکتے پھر گرجوں میں درجہ بدرجہ چوکیاں لگی ہوتی ہیں۔ اور روس میں کیتھولک تو نشست گاہوں پر نام بھی لکھے ہوتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں کی مسجد میں یہ ایک بے نظیر نمونہ ہے کہ سب کو یکساں نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مولانا حکیم نورالدین صاحب نے عرض کی کہ ہماری مسجد میں تو خود امام بھی الوقت بھی مقتدی بنکر نماز پڑھتا ہے اور اس میں سوکر لات محمدیہ کی اسقدر شان ہے۔ کہ مسیح بھی اس کا مقتدی ہے اور اس کے سامنے لوگ اس کے امام ہیں۔

قادیان کے مہمان خانہ کی تعمیر کے متعلق حضور کی توجہ

مہمان کی تواضع کے متعلق بات فرمایا۔ کہ لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دیجاوے۔ کہ وہ ہر ایک شخص کی

استفسار و جواب

صورِ قیامت

سوال - قرآن کریم اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب قیامت ہوگی تو پہلے صور پھونکا جاویگا اور سب مخلوق تباہ ہو جاوے گی جب دوبارہ پھونکا جاویگا تو سب مردے جی اوٹھیں گے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں اکٹھے ہو جاویں گے کتاب کشف القلوب میں لکھا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جو کہ ایک عظیم الشان اور مقرب الٰہی فرشتہ ہے وہ صور ہاتھ میں لئے منتظر کھڑا ہے کہ جب حکم الٰہی ہو کہ پھونک کر زمین و آسمان کو درہم برہم کر دے کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ جسمانی طور پر آسمانوں میں کوئی فرشتہ کرنا لئے منتظر کھڑا ہے۔

راقم یکے از ناظرین الحکم۔

جواب - تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ ان اللہ یعرف الناس من امور الاخرۃ بامثال ما شوھد فی الدنیا ومن عادۃ الناس النفخ فی البوق عند الاسفار وفی العسکر فالنفخ فی الصور استعارۃ والمراد منہ البعث والحشر یجوز ان یکون تمثیلاً لدعاء الموتی فان خروجھم من قبورھم خروج الجیش عند سماع صوت البوق

ترجمہ - خداوند تعالیٰ امور آخرت لوگوں کو ان مثالوں سے سمجھاتا ہے جن کو لوگوں نے دیکھا ہے یہ بات آدمیوں کی عادت میں ہے کہ لشکروں کے کوچ اور اکٹھے کرنے کے واسطے قرنا بجاتے ہیں پس قرآن میں قرنا کا پھونکنا استعارہ ہے اور اس سے مراد بعث اور حشر ہے۔ جائز ہے کہ یہ تمثیل مردوں کے بلانے کی ہو کیونکہ مردوں کا قبروں سے نکلنا لشکر کے اجتماع کی طرح ہوگا۔

الغرض نفخ صور صرف استعارہ ہے بعث و حشر کا اور تبدیل حالت کا جس طرح لشکر میں صور بجنے سے سب مجتمع ہو جاتے ہیں اور اوٹھنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں اور گروہ در گروہ آ موجود ہوتے ہیں اسی طرح بعث و حشر میں ارادہ ایزدی سے جس طرح کہ اس نے اپنی سنت میں مقرر کیا ہی ہوگا وقت موعود میں سب لوگ اوٹھیں گے اور آ ہو جاویں گے اس حالت کا نفخ صور سے استعارہ کیا گیا ہے پس نفخ صور سے قرآن مجید میں کوئی صور پھونکنے سے استعارہ مراد نہیں اور نہ یہ ہے کہ اوس کو فرشتے لئے ہوں گے اور اس کو پھونکیں گے۔

ایک نظارہ دہری - یہاں رفاہ عام کا [illegible] جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی، مختصراً یہ کہ [illegible] ہمارے کارخانہ سے تیار ہوتے ہیں [illegible] دکھتے دانتوں اور درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی [illegible] محصول ڈاک [illegible] خریدار

کیا تناسخ درست ہے

السلام علیکم

اکثر اہل ہنود کا یہ عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان پھر پیدا ہوتا ہے اوس کا نام اواگون رکھا ہے۔ جیسا انسان عمل کرتا ہے ویسا ہی سزا پاتا ہے اور بعد مرنے کے انسانی شکل سے دوسری شکل میں مثلاً بیل، گھوڑا، گدھا، کتا وغیرہ جونوں میں آتا ہے کیا یہ اون کا عقیدہ ٹھیک ہے اور اپنے قول کی تائید میں یہ بھی کہتے ہیں کہ پرمیشر جب منصف ہے تو خدا نے ایک کو بادشاہ اور ایک کو غریب محتاج کیوں بنایا اگر ہم یہ بات یہ اعتراض کریں کہ خدا رحیم ہے اور ہمارے گناہ بخشنے والا ہے اور بعض حیوانات پیدا کر کے سزا دیتا ہے تو ان کے پاس معقول جواب یہ ہے کہ ہم جیسا کرتے ہیں ویسا ہی نتیجہ پاتے ہیں مثلاً اگر گندم بوتے ہیں تو گندم ہی پیدا ہوتا ہے جو بیج بویا ہے وہی پیدا ہوگا یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک عابد اور ایک گنہگار کو برابر رتبہ پر رکھے اگر یہ ہے تو خدا منصف نہیں اور یہ بعید از عقل ہے۔ والسلام

راقم۔ [illegible]

جواب نمبر اول - اہل ہنود آریہ وغیرہ جن کا اعتقاد تناسخ ہونا اور جونوں میں جانا ہے وہ غلط ہے اور اس اعتقاد کے غلط ہونے پر منجملہ دیگر دلائل قوی کے ایک دلیل یہ دی جا سکتی ہے کہ تناسخ سزا کیلئے ہوتا ہے ہم کہتے ہیں اگر یہ بات ہے تو سابقہ جنم کا علم ہونا انسان کو ضروری ہے تاکہ خبر رہے اور جس غلطی و گناہ کے باعث اوس کو کتے بلی وغیرہ کا جنم دیا جاتا اوس گناہ کا مرتکب نہ ہو کوئی آریہ یہ کہہ سکتا ہے کہ موجودہ جنم سے پہلے وہ کس جنم میں تھا۔ اور پھر موجودہ انسانی جنم اوس کو کس عمل کے بدلے میں ملا ہے قرآن کریم نے اس بے بنیاد اعتقاد کو ایک ہی چھوٹے سے جملے میں مشاہدہ میں لا کر رد کر دیا ہے واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئاً **ترجمہ** خدا نے تمکو تمہارے اون کے شکموں سے نکالا (اگر تناسخ ہوتا تو تم کو پہلے جنم کا علم ہوتا چونکہ تناسخ نہیں ہوتا اس لئے تمکو پہلے کا کچھ علم و خبر نہیں کیونکہ تمہاری روحیں تمہارے جسموں کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہیں اگر تناسخ کو ٹھیک مانا جاوے تو پھر خداوند تعالیٰ پر ظلم کا الزام آتا ہے کیونکہ اس نے مجرم انسان کو اس گناہ کا علم نہیں دیا جس کے بدلے میں وہ کسی دکھ یا مصیبت وغیرہ میں مبتلا ہے تاکہ آئندہ اوس گناہ کا ارتکاب نہ کرے

جواب نمبر دوم - پرمیشر کے انصاف پر منجملہ دیگر بیشمار دلائل کے یہ بھی دلیل کافی ہے کہ اوس نے کسی کو بادشاہ کسی کو رعیت کسی کو خادم کسی کو مخدوم بنایا ہے۔ اگر دنیا میں سارے ہی لوگ بادشاہ و امیر ہوتے تو ان کے کام کون کرتا اور دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا۔ عمدہ مکان کے لوازمات میں سے یہ بات بھی ہے کہ اوس میں باورچی خانہ کے علاوہ بیت الخلا پیشاب کی بھی موجود ہو اگر صرف چولہا ہو اور ٹٹی نہ ہو تو وہ مکان ناقص ہے چولہے کی جگہ ٹٹی اور ٹٹی کی جگہ چولہا نہیں چاہئے ہر ایک شے اپنے مقام پر ہو یہی انصاف ہے پس بادشاہ کا ہونا بمقام بادشاہ و رعایا کا ہونا بمقام رعایا یہی انصاف اور عین حکمت ہے

جواب نمبر سوم - اگر ہم جیسا کہ ہمیں دنیا ہی اس کا نتیجہ مستقل اور خداوند تعالیٰ ہمارے برے نتائج کو ہماری توبہ و اعمال صالحہ سے ٹال نہیں سکتا بلکہ ہمیشہ اعمال ہی کے مطابق پر رکھتا ہے اور جبکہ ارواح بھی بموجب اعتقاد آریہ پرمیشر کی طرح انادی ہیں اور ان کی مکتی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے ہی اعمال کے ذریعہ نجات پاتے ہیں تو اب آریہ بتائیں کہ خدا کس مرض کی دوا ہے۔ وہ بھی باتیں خصوصیت اول ارواح کی پیدائش دوم انکی مکتی و نجات۔ پھر آریوں کے عقیدہ کے مطابق جبکہ ارواح خود بخود خدا کی طرح انادی و ازلی ہیں اور وہ مختلف اجسام میں اگر اپنے اعمال کے نتائج بھگتتے ہیں اور اپنے ہی اعمال سے اون کو نجات مکتی حاصل ہوتی ہے اور پرمیشر کا نہ پیدائش ارواح میں دخل ہے اور نہ اونکی نجات میں تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ پرمیشر کیا کام کرتا ہے اور اوسکی خدائی کی ارواح کو ضرورت کیا ہے۔ الغرض تناسخ کے ماننے والوں کا مذہب بہت گندہ اور بودا ہے آریوں نے خداوند کریم کو بالکل معطل و بیکار ٹھہرایا ہے بلکہ آریہ المعطلۃ ہو گئے ہیں۔

جواب نمبر چہارم - خداوند تعالیٰ نے عابدوں کیلئے صرف مرنے کے بعد وعدہ نہیں رکھا بلکہ جنتی زندگی کا جیسا کہ اوس نے اپنے سچے عابدوں سے وعدہ کیا ہے ویسا ہی اون کو دنیا ہی میں وہ جنت عطا کرتا ہے اور وہ نہیں مرتے جب تک اوس جنتی زندگی کو دنیا میں نہ پالیں چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون پارہ ۱۴۔ سورۃ نحل

ترجمہ جو مرد و عورت نیک عمل کریں ہم ان کو پاک جنتی زندگی دنیا ہی میں عطا کرتے ہیں اور ان کو اعمال کا بہت اچھا اجر دیتے ہیں۔

یہ صرف وعدہ ہی نہیں بلکہ اس زندگی والے انسان اہل اسلام میں ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں

. . . .

- - - . . . . . . جو اوس جنتی زندگی کو اس دنیا میں پا کر خداوند تعالیٰ کی نعمت کی یوں تحدیث کرتے ہیں۔ اور دنیا میں صداقت اسلام کا خدا کی طرح سچا نشان رہتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود فرماتے ہیں۔

با منم ز لطف یار بہشت خمیدہ است
دلخوش ازین حبیب بہشت است ساختم

باد بہشت بر دل پرسوز من وزد
صد نکہت لطیف از و در دماغ من
ہر لحظہ می خورم ز جام وصال دوست
ہر دم امید بار علے رغم منکرم
کارم ز قرب یار بجائے رسیدہ است
کانجا نہ فہم و دانش اغیار برترم
مرا کہ جنت علیا است مسکن و ماوا
چرا بسنبر بود این تشنہ جب باشد
از آن قفس بدرم بروں کہ دنیا نام
کزیں کنگرہ عرش جائے باشد
مرا بگلشن رضوان حق شدہ ست گذر
مقام من بحریم قدس مصطفیٰ احمد
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

قرآن کریم کے ایک اور مقام میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

ترجمہ - جو لوگ اپنے سچے قول و فعل سے اپنے پروردگار پر ایمان لا کر اسی پر قائم رہتے ہیں اون پر خداوند تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں اور ان کو دنیا عالم اسباب کے دکھوں و تکلیفوں کے ظہور حوادث کے وقت دلاسا و اطمینان دلاتے ہیں کہ مت ڈرو اور غمگین نہ ہو اس دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے کارساز و مددگار ہیں تمکو خوشخبری ہو اوس جنت کی جس کا تمہارے لئے وعدہ تھا۔ خداوند تعالیٰ کے متقی و خدا ترس بندے ان وعدوں کا ایفا اپنی جان پر اسی دنیا میں مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

سوال

احادیث موضوعہ کی کیا پہچان ہے؟

جواب - ومما یدخل فی قرینۃ حال المروی ما نقل عن الخطیب عن ابی بکر بن الطیب ان من جملۃ دلیل الوضع ان یکون مخالفاً للعقل بحیث لا یقبل التاویل ویلتحق بہ ما یدفعہ الحس والمشاھدۃ او یکون منافیاً لدلالۃ الکتاب القطعیۃ او السنۃ المتواترۃ او الاجماع القطعی

تدریب الراوی صفحہ ۹۹ یعنی تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ موضوع حدیث ان قرینوں میں سے جو خود روایت کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں وہ قول ہے جو خطیب سے منقول ہے اور اس نے ابو بکر بن الطیب سے نقل کیا ہے کہ موضوع ہونے کے تمام دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ حدیث مسلم عقل کے خلاف ہو کہ اس کی تاویل نہ ہو سکتی ہو اور اسی ذیل میں وہ حدیث ہے جس کا مضمون حس و مشاہدہ کے برخلاف ہو یا کتاب اللہ یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے برخلاف ہو۔

ایک شامی کو حضرت مسیح موعود کی نصیحت

ہمارا بیان ایک تجربہ و مشاہدہ سے ہے جس نے معلوم کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہایت آرزو ہے کہ ممالک غیر یعنی امریکہ۔ یورپ۔ افریقہ وغیرہ میں اسلام کی تبلیغ و تکمیل اشاعت ہو اور آپ ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آرزو دردِ دل اور دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ ریویو آف ریلیجنز جو ایک ماہواری رسالہ بزبان انگریزی برائے تبلیغ اسلام قادیان سے شائع ہوتا ہے اس نے یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک میں ایک ہل چل ڈال دیا ہے اور عیسائی دنیا پکار اٹھی ہے کہ اب عیسائیت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور دیگر ممالک کے لوگ بھی جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی مستعدی ظاہر کر رہے ہیں۔ قریباً عرصہ چھ سال کا گذرا ہے کہ قادیان میں دو شخص ایک بغدادی اور ایک شامی بقصد زیارت حضرت مسیح موعود وارد ہوئے۔ شامی جو قوی ہیکل نوجوان آدمی تھا اوس نے قادیان میں رہنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضرت حکیم الامت کے حلقہ درس میں شامل ہو گیا اور کتب وغیرہ جس چیز کا اوس نے احتیاج ظاہر کیا وہ اوس کیلئے مہیا کی گئی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بات سنکر بہت خوشی ہوئی کہ یہ شخص یہاں سے اپنی تعلیم کا اختتام کر کے عربی بولنے والے ممالک میں جا کر تبلیغ کریگا مگر قادیان چونکہ ایک معمولی قصبہ ہے جسکی آبادی غالباً تین ہزار آدمی کی ہوگی اسمیں سیاحت منش آدمی کی طبیعت اگر نہ لگے تو کچھ تعجب نہیں۔ شامی نے چند ماہ کے بعد ظاہر کیا کہ حج کا موسم قریب ہے میں حج کو جانا چاہتا ہوں۔ حضرت اقدس کو ایک رقعہ لکھا اور کچھ روپے طلب کئے۔ اس کا نام محمد قدسی مشہور تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے محمد قدسی کو مندرجہ ذیل جواب بطور نصیحت لکھا جسکو بعینہٖ یہاں درج کرتے ہیں میں نے یہ خط محمد قدسی سے لیکر نقل کر لیا تھا۔

محمد فضل

السلام علیکم۔ بلغ الی مکتوبک فالاسف کل الاسف انک ما فہمت ما قصدنا لک انک تطلب قشر الاسلام و کنا اردنا ان ترزق من لب الاسلام و روحہ لو کنت تخاف اللہ لفکرت فی امرنا و فیما بعثنی اللہ بہ واعلم ان عملا من الاعمال لا یفید احدا من دون ان یعرفنی و یعرف دعوای و دلائلی فالخیر کل الخیر لک ان تتوب من خیال ذہابک بعد العید و تلبث عندنا برھۃ من الزمان و تتعلم علما اتانا اللہ ولا اعلم ای فائدۃ لک فی الحج قبل تصحیح الایمان وانی ارسل الیک اربعۃ روبیۃ فانفق فیما حدث لک من الضرورۃ فان شئت فالبث و ان شئت فاذھب بہذا الزاد منا والسلام فی ذھابک خیر بل خسران مبین ولا کن کیف انبہک و انتھی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور والسلام علی من اتبع الہدی۔

الراقم المتوکل علی اللہ الاحد احمد عفی اللہ عنہ

ترجمہ - السلام علیکم۔ مجھے تمہارا خط پہنچا۔ بڑا افسوس ہے جس بات کا ہم نے تمہارے لئے ارادہ کیا تھا تو اس کو نہیں سمجھا تو اسلام کا چھلکا طلب کرتا ہے اور ہم نے ارادہ کیا تھا کہ تجھے اسلام کے مغز و روح سے بہرہ ور کیا جائے اگر تجھے خوف خدا ہوتا تو ہمارے کام اور جس امر کیلئے ہمیں خداوند تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اوسمیں فکر کرتا میں خوب جانتا ہوں کہ اعمال میں کسی کو کوئی عمل فائدہ نہیں دیسکتا سوا اس کے کہ مجھے اور میرے دعوے اور میرے دلایل کو پہچانے اور سمجھے۔ تیرے لئے ساری بھلائی اسمیں ہے کہ عید کے بعد جانے کے خیال کو چھوڑ دو اور ہمارے پاس کچھ زمانہ رہکر اوس علم کو سیکھو جو علم ہم کو خداوند تعالےٰ نے دیا ہے میں نہیں جانتا کہ ایمان کی صحت و تکمیل کے پہلے حج کو جانے میں کیا فائدہ حاصل ہوگا میں تجھے چار روپیہ بھیجتا ہوں جو ضرورت پیش ہے اسمیں خرچ کرو اگر چاہو تو یہاں ہی رہو اور اگر جانا چاہو تو اسی خرچ کے ساتھ ہماری طرف سے رخصت ہو تیرا یہاں سے جانا اچھا نہیں بلکہ سراسر نقصان و زیان ہے لیکن میں تجھے کسطرح سمجھاؤں آنکھیں نابینا نہیں ہیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ نابینا ہیں خدا سلامت رکھے ہر ایک ایسے شخص کو جو اسلام کا سچا تابعدار ہے۔

(الراقم المتوکل علی اللہ الاحد احمد عفی اللہ عنہ)

محمد مصطفےٰ صلعم کا آخری خطبہ بموسم حج

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایہا الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ھذا بہذا الموقف ابدا۔ ایہا الناس ان دماءکم و اموالکم علیکم حرام الی ان تلقوا ربکم کحرمۃ یومکم ھذا و حرمۃ شھرکم و ستلقون ربکم فیسألکم عن اعمالکم وقد بلغت فمن عندہ امانۃ فلیؤدھا الی من ائتمنہ علیہا۔

فاعقلوا ایہا الناس واسمعوا قولی فانی قد بلغت قولی و ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ و سنۃ نبیہ۔

ایہا الناس اسمعوا قولی واعلموا ان کل مسلم اخ للمسلم و ان المسلمین اخوۃ فلا یحل لامرء من مال اخیہ الا ما اعطاہ ایاہ عن طیب نفسہ الا بلغت قالوا اللہم نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہم اشہد۔

ترجمہ - اے لوگو میری بات کو سنو شاید اس سال کے بعد تم کو اس مقام میں آئندہ ہرگز نہ ملوں گا۔ اے لوگو تمہارے خون و مال تم پر اس دن اور اس مہینہ کیطرح حرام ہیں جب کہ تم اپنے پروردگار سے ملوگے تو وہ تم سے تمہارے اعمال پوچھیگا میں نے اپنی رسالت پہونچا دی جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ صاحب امانت کو ادا کرے۔

اے لوگو سمجھو اور میری بات کو سنو میں نے اپنی بات تم کو پہونچا دی اور میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر چلا ہوں کہ اگر تم نے اسے تمسک کیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ خدا کی کتاب قرآن کریم اور اس کے نبی کا اس پر عمل درآمد ہے اے لوگو میری بات سنو اور اس پر عمل کرو ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے مسلمان آپس میں بھائی ہیں کسی مسلمان پر کسی بھائی کا مال حلال نہیں ہے مگر اسقدر جو وہ اسکو خود اپنی رضامندی سے دیوے میں نے اپنی رسالت پہونچا دی ساری مخلوق جو موقف میں حاضر تھی کہنے لگی ہاں بیشک آپ نے اپنی رسالت پہونچا دی۔ پس پیغمبر خدا صلعم نے پکار کر کہا اے اللہ گواہ رہ

ملفوظات میں سے کچھ

۳۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء

مسئلہ | ظہر کے وقت ایک صاحب کی خاطر حضرت حکیم نور الدین صاحب نے ایک مسئلہ حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے۔ جن کے پاس بیس بائیس ہزار کے قریب روپیہ موجود ہے۔ ایک سکھ ہے وہ ان کا روپیہ تجارت میں استعمال کرنا چاہتا ہے اور ان کے اطمینان کی واسطے تجویز کی ہے کہ یہ روپیہ بھی اپنے قبضہ میں رکھیں لیکن جس طرح وہ ہدایت کرے۔ اسی طرح ہر ایک شے خرید کر جہاں لے۔ وہاں روانہ کریں۔ اور جو روپیہ آوے وہ امانت رہے۔ سال کے بعد وہ سکھ دو ہزار چھ سو روپیہ ان کو منافع کا دیدیا کرے گا۔ یہ اسی غرض سے یہاں فتویٰ کی دریافت کرنے آئے ہیں کہ یہ روپیہ جو انکو سال کے بعد ملیگا۔ اگر سود نہ ہو تو شراکت کر لی جاوے

حضرت اقدس نے فرمایا کہ چونکہ انہوں نے خود بھی کام کرنا ہے اور انکی محنت کو دخل ہے اور وقت بھی صرف کریں گے۔ اس لئے ہر ایک شخص کی حیثیت کے لحاظ سے اسکے وقت اور محنت کی قیمت ہوا کرتی ہے۔ دس ہزار اور دس دس لاکھ روپیہ لوگ اپنی محنت اور وقت کا معاوضہ لیتے ہیں۔ لہذا میرے نزدیک تو یہ روپیہ جو انکو ملتا ہے سود نہیں ہے۔ اور میں اس کے جواز کا فتویٰ دیتا ہوں۔ سود کا لفظ تو اس روپیہ پر دلالت کرتا ہے جو مفت بلا محنت کے (صرف روپیہ کے معاوضہ میں) لیا جاتا ہے اب اس ملک میں اکثر مسائل زیر و زبر ہو گئے ہیں کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔"

جو صاحب اس مسئلہ کو دریافت کرنے آئے تھے۔ اونکی نیک نیتی واقعی میں قابل رشک ہے۔ کہ ایسے وقت جبکہ مسلمانوں نے حلال و حرام کی تمیز کو خیرباد کہہ کر صرف زر اندوزی کو اپنا مقصود دنیا بنا لیا ہے۔ یہ صاحب احتیاط کے لئے اسقدر سفر دراز طے کر کے آئے صرف اس غرض سے کہ کہیں اس لین دین میں سود نہ ہو جاوے۔ سو خدا تعالےٰ اس زمانہ کے کل اہل اسلام کو اسی قسم کی توفیق دیوے۔ کہ وہ اپنے معاملات میں دین کو مقدم رکھیں۔ آمین۔ ایڈیٹر۔

ظہر کی نماز سے پیشتر حضور علیہ السلام نے کچھ روپیہ جن کی تعداد غالباً ۹ یا دس ہوگی ایک مخلص مہاجر کو یہ کہکر دئے کہ چونکہ موسم سرما ہے۔ آپکو کپڑوں کی ضرورت ہوگی۔ اس مہاجر کی طرف سے کوئی سوال نہ تھا۔ خود حضور علیہ السلام نے اونکی ضرورت کو محسوس کر کے یہ رقم عطا کی جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپکو مخلص خدام کی ضرورت کا کسقدر خیال ہے۔

گناہوں سے معصوم انبیاء ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ توبہ و استغفار کے ذریعہ سے اون سے مشابہت پیدا کر لیتے ہیں۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۰۴ء

الٰہی رحمت سے مغفرت | ایک صاحب کے رشتہ دار کسی وجہ سے قید ہو گئے تھے اون کے ذکر پر حضرت حکیم نور الدین صاحب نے عرض کی۔ کہ میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ اوسے خود استغفار کی تاکید کی جاوے اسپر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض لوگ جو استغفار کے لائق ہیں وہ تو استغفار کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو محض خدا کی رحمت سے ہی رہائی مل جایا کرتی ہے۔ میں طبیعت بھی کبھی ہے۔ اون کے لئے اسکی رحمت وسیع ہے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی فارسی زبان میں بھی کلام کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ ایک دفعہ یہ فقرہ الہام ہوا تھا۔

ع این مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

روس و جاپان کی جنگ پر لطیفہ | اس جنگ کے ذکر پر حضرت حکیم نور الدین صاحب نے بیان کی کہ اس قدر خونخوار جنگ ہے۔ کہ ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہیں حالانکہ دونوں سلطنتوں کا مذہب ایسا ہے جس کی رو سے اس جنگ کی مطلق نوبت ہی نہ آنی چاہیے۔ جاپان کا بدھ مذہب ہے۔ اور اس کی رو سے ایک چیونٹی کا مارنا بھی گناہ ہے۔ روس عیسائی ہے۔ اور ان کو چاہیے۔ کہ مسیح کی تعلیم کے بموجب اگر جاپان ایک مقام پر قبضہ کرے۔ تو دوسرا مقام خود اس کے حوالہ کر دیں + (البدر)

(جان)

(۴) تمدن کی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ اور ترقی تمدن کی بہت بڑی علامت مذہبی نفرت اور مذہبی جبر کا دور کرنا ہے۔ دنیا جب سے آباد ہے ہمیشہ ہر ملک میں ہر قوم میں ہر سلطنت میں یہ طریقہ رہا کہ غیر مذہب والوں پر جبر کیا جاتا تھا، ان کو مذہبی آزادی نہیں دی جاتی تھی، ان سے نفرت اور حقارت کی تلقین کی جاتی تھی اور مختلف طریقوں سے لوگوں کو تبدیل مذہب پر مجبور کیا جاتا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اسلام سے پہلے تمام دنیا کا یہ مذاق تھا اور یہ گویا انسان کی فطرت ہو گئی تھی کہ جب دو شخصوں میں کسی رائے اور عقیدہ کے متعلق اختلاف ہوتا تھا تو اس کا اثر معاشرت کے تمام امور پر پڑتا تھا یعنی دونوں میں خبیث پیدا ہو کر معاشرت اور معاملات کی حد تک نوبت پہونچتی تھی۔ سب سے پہلے اسلام نے اختلاف مذہب اور دیگر تعلقات کے حدود جداگانہ قائم کئے یعنی یہ بتایا کہ اگر کسی شخص سے مذہب میں اختلاف ہو تو اس کا اثر عام معاشرت پر نہیں پڑنا چاہئے، والدین کے جہاں حقوق بیان کئے وہاں فرمایا کہ

وان جاهداك على ان تشرك بى ما ليس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهما فى الدنيا معروفا	اگر وہ دونوں اس بات پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک کر جس کا تجھ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان لیکن دنیا میں ان سے اچھا برتاؤ کر

پھر عام طور پر فرمایا۔

لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم وتقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين	جن لوگوں نے تم سے مذہبی جنگ نہیں کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ان کی نسبت خدا تم کو منع نہیں کرتا کہ تم ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کرو، بے شبہ خدا انصاف کو پسند کرتا ہے۔

یہی نہیں کیا بلکہ اس مسئلہ کا اصلی فلسفہ بتا دیا ہے کہ خدا نے انسانوں کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ ان کی صورت، سیرت، خیال، مذاق اور رائے میں اختلاف ہو۔ اس لئے اس بات کی خواہش کرنا کہ تمام لوگ خواہ مخواہ متحد الخیال ہو جائیں گویا فطرت انسانی کو مٹانا ہے۔ اس نکتہ کو قرآن نے ان لفظوں میں ادا کیا۔

ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولا يزالون مختلفين الا من رحم ربك ولذلك خلقهم (هود)	اور اگر خدا چاہتا تو تمام آدمیوں کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن لوگ ہمیشہ مختلف رہیں گے بجز ان کے جن پر خدا کا رحم ہو اور خدا نے اسی لئے ان لوگوں کو بنایا ہے۔
ولو شاء ربك لآمن من فى الارض كلهم جميعا (يونس)	اور اگر خدا چاہتا تو دنیا کے تمام آدمی مسلمان ہو جاتے
ولو شاء الله لجعلكم امة واحدة (مائدة)	اور اگر خدا چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بناتا
ولو شاء الله ما اشركوا (انعام)	اور اگر خدا چاہتا تو لوگ شرک نہ کرتے۔
ولو شاء الله لجمعهم على الهدى (انعام)	اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ہدایت پر متفق کر دیتا۔
افلم ييأس الذين آمنوا ان لو يشاء الله لهدى الناس جميعا (رعد)	کیا مسلمان مایوس نہیں ہو گئے کہ اگر خدا چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت کر دیتا۔
ولو شاء الله لجعلهم امة واحدة (شورى)	اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا
ولو شاء لهداكم اجمعين (نحل)	اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لاتا۔
ولو شئنا لآتينا كل نفس هداها (سجدة)	اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت کر دیتے۔

بعض وقت جناب رسول اللہ کو باقتضائے بشریت کافروں کی سرکشی اور بے پروائی گراں گذرتی تھی۔ اس پر قرآن مجید میں یہ آیت اتری۔

وان كان كبر عليك اعراضهم فان استطعت ان تبتغى نفقا فى الارض او سلما فى السماء فتأتيهم بآية ولو شاء الله لجمعهم على الهدى فلا تكونن من الجاهلين	اور اگر ان کی کشیدگی تجھ پر گراں گذرتی ہے تو اگر ممکن ہو تو زمین کے اندر سرنگ تلاش کر یا آسمان میں سیڑھی بہم پہونچا دو تاکہ ان کو کوئی معجزہ لا کر دکھا دو (تو کر دیکھو) اور اگر خدا چاہتا تو سب کو راہ راست پر متفق کر دیتا۔ تو دیکھ جاہل نہ بن۔

لیکن چونکہ اکثر انسانوں کی فطرت ایسی بھی بنائی ہے کہ وہ ہدایت اور وعظ و پند سے حق بات کو قبول کر لیتے ہیں، اس لئے اسلام نے وعظ اور پند کے ذریعہ سے دعوت اسلام کی اجازت دی اور فرمایا۔

وادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتى هى احسن (نحل)	لوگوں کو اپنے خدا کے راستہ کی طرف بذریعہ حکمت کے اور بذریعہ وعظ کے بلا اور لوگوں سے بحث کر معقول طریقہ سے
فذكر انما انت مذكر لست عليهم بمصيطر فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا (مزمل)	لوگوں کو نصیحت کر تو صرف نصیحت کرنے والا ہے تو داروغہ نہیں ہے جس کے جی میں آئے وہ اپنے خدا کی راہ اختیار کرے۔

افانت تكره الناس حتى يكونوا مؤمنين	کیا تو لوگوں کو زبردستی مسلمان کرنا چاہتا ہے۔

اعتقاد اور یقین ایسی چیز ہے جو دل سے متعلق ہے اس لئے کوئی شخص کسی کے دل میں کوئی یقین جبر اور زبردستی سے نہیں پیدا کر سکتا، اس بنا پر مذہب میں جبر کرنا بالکل بے فائدہ چیز ہے، لیکن یہ نکتہ اس وقت تک دنیا کی سمجھ میں نہ آیا جب تک اسلام نے یہ نہیں کہا کہ

لا اكراه فى الدين (البقرة)	مذہب کوئی زبردستی کی چیز نہیں۔

ژول سیمان جو فرانس کا بہت بڑا فاضل گذرا ہے لکھتا ہے کہ مذہبی آزادی کو کچھ بہت دن نہیں گذرے ہیں کیونکہ دنیا کی تمام تاریخیں درحقیقت مذہبی تعصب اور کینہ وری کا مجموعہ ہیں۔ اس کے بعد فاضل مذکور نے قرون اولیٰ سے عہد وسطیٰ تک مذہبی تعصب کے واقعات تفصیل کے ساتھ گنائے ہیں، اخیر میں لکھا ہے کہ بالآخر فلسفیانہ روح نے ۲۳ اگست ۱۷۸۹ء کو مذہبی آزادی پر بحث کی لیکن یہ خیال وجود میں اس وقت آیا جب یہودیوں کو ۱۷۹۱ء میں ظلم سے نجات دی گئی تاہم چونکہ فرنچ رزدیوشن کا طریق انتظام اچھا نہ تھا اس لئے وہ مذہبی آزادی کو مضبوط بنیاد پر قائم نہ کر سکا۔

یہ فاضل (ژول سیمان) جس چیز کی ابتداء ۱۷۸۹ء سے بیان کرتا ہے، اسلام میں بارہ سو برس پہلے قائم ہو چکی تھی، لیکن چونکہ فاضل مذکور اسلام کی حقیقت اور تاریخ سے واقف نہ تھا اس نے دوسرے قوموں کی بنا پر تمام عالم کی نسبت عام رائے قائم کی اور اسکو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔

(۵) ترقی تمدن کے بڑے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں کے حقوق برابر قائم کئے جائیں۔ اسلام سے پہلے تمام دنیا کا عمل اس اصول کے خلاف تھا۔ اسلام پہلا مذہب ہے جس نے اس کی تلقین کی چنانچہ یہ بحث نہایت تفصیل کے ساتھ کتاب الکلام میں مذکور ہے۔

(۶) کسی قوم کی ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ اس کے ہر فرد کو من حیث القوم سلف آزمی یعنی اپنے آپ عزت کا خیال دلایا جائے۔ اسلام نے ابتداہی سے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا چنانچہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا۔

كنتم خير امة	تم تمام قوموں سے بڑھ کر ہو
لله العزة ولرسوله وللمؤمنين	عزت خدا کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے لئے۔

قرون اولیٰ میں یعنی جب تک اسلام اسلام رہا یہ خیال مسلمانوں میں اسقدر جاگزین تھا کہ قوم کا ہر ہر فرد من حیث القوم اپنے آپ کو افضل ترین عالم سمجھتا تھا۔ یہی سلف آزمی کا خیال تھا جو مسلمانوں کے ہر قسم کی حوصلہ مندیوں اور اولوالعزمیوں اور بلند خیالیوں کا باعث تھا۔ تاریخوں میں تم نے پڑھا ہو گا کہ ایک معمولی درجہ کا مسلمان بھی قیصر و کسریٰ کے دربار میں کس دلیری اور آزادی کے ساتھ سوال و جواب کرتا تھا۔

(۷) ترقی کا مقدم ترین اصول علم ہے۔ اسلام نے علم کو گویا لازمہ اسلام قرار دیا۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں علم کی تحصیل کے متعلق کثرت سے جو ہدایتیں ہیں ان سے قطع نظر اگر تاریخ پر نظر ڈالو تو تاریخ ہر قدم پر اس بات کی شہادت دینے کیلئے موجود ہے کہ اسلام دنیا میں جہاں جہاں گیا علم کو ساتھ لیکر گیا اور وہ قومیں جو ازل سے جاہل اور امی رہتی آئی تھیں جب اسلام لائیں علم و فن سے معمور ہو گئیں۔ عرب ابتدا میں علم سے جاہل تھا یہاں تک کہ اسلام کے اول تک بڑے بڑے شعراء لکھنے پڑھنے کو عار سمجھتے تھے۔ ذوالرمہ جو مشہور شاعر تھا لکھا پڑھا تھا لیکن ایک موقع پر جب اس کو لکھنا پڑا تو اس نے حاضرین سے نہایت لجاجت کے ساتھ درخواست کی کہ یہ راز کہیں ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ میری بڑی بدنامی ہوگی۔ لیکن یہی عرب اسلام کے وجود کے ساتھ علوم و فنون کا مرکز بن گیا۔ اور امام شافعی، امام مالک، زہری جیسے مجتہدین وہاں پیدا ہونے لگے۔ ترکوں کی قوم ہزاروں برس پہلے سے موجود تھی لیکن ان کی کل تاریخ [illegible] جب تک ترکان [illegible] یہی ترک تھے جنہوں نے اسلام لانے کے ساتھ حکیم ابو نصر فارابی اور امیر خسرو اور سینکڑوں علماء مشہور پیدا ہو گئے۔ جن جن قوموں نے دنیا میں اسلام قبول کیا ان سب کا شمار کرو اور دیکھو کہ اسلام کے قبل ان کی علمی حالت کیا تھی اور کیا ہو گئی صاف نظر آئیگا کہ علم اسلام کے عنصر میں داخل تھا۔

(۸) ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ نظام حکومت جمہوریت کی بنا پر قائم کیا جائے۔ اس اصول پر اسلام نے اسقدر زور دیا کہ خود آنحضرت کو اسکی پابندی کا حکم ہوا۔

وشاورهم فى الامر	اور لوگوں سے مشورہ کر

حالانکہ وحی و الہام رکھتے ہوئے آپ کو کسی مشورہ اور صلاح لینے کی کیا حاجت تھی، مزید تاکید کیلئے مسلمانوں کی امتیازی خصوصیت یہ قرار دی کہ

وامرهم شورى بينهم	ان کا کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔

(۹) ترقی کا بڑا اصول یہ ہے کہ تقسیم عمل کے اصول پر کام کیا جائے یعنی ہر فرقہ ایک خاص کام میں مشغول ہو تاکہ اس کام کو بوجہ خصوصیت کے نہایت اعلیٰ درجہ تک ترقی دے سکے۔ یورپ میں یہ اصول یہاں تک ترقی کر گیا ہے کہ طبیبوں اور حکیموں میں سے خاص خاص امراض کے الگ الگ طبیب ہیں اور وہ ان امراض کے سوا اور بیماریوں کے علاج سے واسطہ نہیں رکھتے۔ خود قدرت نے اسی اصول پر عمل کیا ہے، ہاتھ، پاؤں، سر، دل، دماغ کے کام الگ الگ تقسیم کر دئیے ہیں۔ اسلام نے ان اصولوں کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا۔

۱؎ قرآن مجید میں بہت سی آیتیں اس قسم کی موجود ہیں جن میں یہ حکم ہے کہ غیر مذہب والوں سے دوستی اور محبت نہ رکھو، ان آیتوں کو جاہل علماء عموماً پیش کرتے ہیں لیکن وہ آیتیں ان کافروں کے ساتھ مخصوص ہیں جو مسلمانوں سے مذہبی لڑائی لڑتے تھے چنانچہ خود خدا نے اس آیت کے بعد تصریح کر دی اور فرمایا کہ انما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم فى الدين واخرجوكم من دياركم وظاهروا على اخراجكم ان تولوهم یعنی خدا تو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو تم سے مذہب کے بارہ میں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے نکال دینے پر اعانت کی۔

احتیاج کو مدنظر رکھے۔ مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دست کش ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں۔ تو یہ ہمارا حق ہے۔ کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں۔ اس لئے معذور ہوں۔ مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کیلئے قائم مقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہاں تکلیف ہو۔ تو ممکن ہے کہ ان کو رنج پہنچے اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہونے ممکن ہیں اس طرح سے ابتلا کا موجب ہوتا ہے۔ اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔ بیان کیا گیا کہ حضور بعض لوگ جو مسافرخانہ میں نو وارد لوگوں سے مذہبی مناظرے شروع کر دیتے ہیں اور اپنے دوسرے خیال در رائے کے موافق کلام کرتے ہیں جو کہ بعض اوقات بے محل اور حضور کے منشاء کے خلاف بھی ہوتی ہے اور نو وارد و متلاشی آدمی اس سے اندازہ لگاتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کا یہی مشرب ہوگا۔ حالانکہ یہ بالکل غلطی ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ نو واردوں کے لئے ابتلا ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے تجویز فرمایا۔ کہ اس قسم کی کلام ہرگز نہ ہونی چاہیے ہمارے بعض مناظرین کو چونکہ مخالفین کے ساتھ کلام کرنی پڑتی ہے اور جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرشان کرتے ہیں۔ تو محل اور موقعہ کے لحاظ سے ان کو یسوع کی نسبت اسی قسم کے ثبوت دینے پڑتے ہیں۔ اور وہ مقتضائے وقت ہوتا ہے مگر ہر ایک آدمی اس کا اہل نہیں ہے اور دوسرے لوگ اگر کسی نبی کی شان میں ہتک کی کلمہ گستاخی یا بے ادبی کا استعمال کرتے ہیں۔ تو وہ گناہ کرتے ہیں۔ یہ کبھی نہ گمان کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح یا دوسرے انبیاء ایک معمولی آدمی تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب تھے۔ قرآن شریف نے مصلحت اور موقعہ کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک لفظ اس قسم کا بیان فرمایا ہے۔ کہ جہاں آپ کے بہت سے انوار و برکات اور فضائل بیان کئے ہیں وہاں بشر مثلکم بھی کہہ دیا ہے۔ مگر یہ اس کے ہرگز معنے نہیں ہیں کہ آنحضرت کی قدر عام آدمیوں جیسے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ آپکی شان میں اس لئے استعمال فرمایا کہ دوسرے انبیاؤں کی طرح آپکی پرستش نہ ہو۔ اور آپ کو خدا نہ بنایا جاوے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ آپکے فضائل و مراتب ہی سلب کر دیئے جاویں۔

آخر کار تجویز ہوا کہ ایک صاحب ذی وجاہت وذی اثر کے ماتحت میں مہمانوں کی تواضع کا اہتمام دیا جاوے

---

۵ نومبر ۱۹۰۴ء

بوقت شب

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ کسوف اور خسوف کے ساتھ ہی قرآن شریف میں این المفر آیا ہے۔ جس سے یہی مراد ہے۔ کہ طاعون اس کثرت سے ہوگی کہ کوئی جگہ پناہ کی نہ رہیگی پھر الہام عفت الدیار محلہا ومقامہا کے بھی یہی معنے ہیں

حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود باعث ابتلا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کی نسبت فرمایا کہ ان کا وجود دنیا کیلئے ابتلا ہی ثابت ہوا ہے یعنے ابتلا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کا گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ جو منکر ہوئے وہ بھی دوزخی ہوئے اور جو ان پر ایماندار ہیں۔ وہ بھی دوزخ کے کندے ہیں۔ جیسے کہ عیسائیوں کے عقاید اور عملی حالت سے واضح ہے پھر مسلمان بھی انپر ایمان رکھتے تھے۔ وہ بھی غلو کرکے اور آسمان پر بٹھا کر مغضوب ہوئے۔ پس حضرت مسیح کا وجود ہی اس قسم کا ہے۔ کہ جس کا دوست بھی جہنم میں اور دشمن بھی جہنم میں۔ اس قسم کا ابتلا کسی اور نبی کے وجود کے ساتھ نہیں ہے

غیر احمدی کے پیچھے نماز

عام طور پر بعض احمدی احباب کا یہ خیال ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو احمدی جماعت میں داخل نہ ہو۔ اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ آج ایک استفسار کے جواب میں جو کچھ حضرت اقدس نے فرمایا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ اس امر میں جس تشدد سے کام لیا گیا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اور صرف اسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ جو کہ باوجود اتمام حجت ہونے کے پھر بھی شرارت اور فساد اور بغض و عناد سے قبول حق سے انکار کرتے ہیں۔ استفسار یہ تھا۔ کہ ایک شخص نے بذریعہ خط کے دریافت کیا کہ میں جہاں جاتا ہوں وہاں غیر احمدی ان کے پیچھے نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں پر ابھی اتمام حجت پورے طور پر نہیں ہوا اور وہ بے خبر ہیں۔ جب اتمام حجت ہوئے گا۔ اور وہ انکار کرینگے اور اس قسم کی مشکلات پیش آویں گے۔ تو خود اللہ تعالیٰ کوئی راہ پیدا کر دیگا

حضرت حکیم الامت کی سنی و انین

شیخ عبد الحی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمیٰ سلاسل الفضائل۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں لکھی ہے۔ عمدہ کتاب ہے۔ اسکی قیمت مصنف نے ۵ھ

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ہر ایک چیز کو موت کیوں لگا دی گئی

ہر ایک چیز چاہتی ہے کہ چونکہ میرا خالق لاانتہا ہے اسیطرح میں بھی لاانتہا ہو جاؤں۔ پھر جب وہ بڑھنا چاہتی اور اپنی حد سے بڑھنے لگتی تو اسکی زیادتی کو نابود کیا جاتا ہے۔ اور ایس کے صرف وہی اجزا باقی رکھے جاتے ہیں جو اسکی تخم ریزی کیلئے باقی رہ سکیں۔ تاکہ اس کا تمام و نشان دنیا سے نابود نہ ہو جاوے۔ مثلاً اگر ایک گائی ہو اور وہ ۹ ماہ کے بعد ایک بچہ دیوے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اور پھر بچہ پیدا ہوں اور رفتہ رفتہ ان کے بچہ پیدا ہوتے جاویں اور وہ سب محفوظ رہیں تو ایک ہزار برس کے بعد دنیا میں کل جگہ صرف گائیوں سے ہی پر ہو جاوے۔ اور انسان اور دوسری مخلوقات کو اسقدر جگہ باقی نہ رہے۔ یا مثلاً اگر بڑھ کے درخت کے تمام بیجوں کو محفوظ کر دیا جاوے اور ان سب سے بڑھ پیدا ہوں اور سب محفوظ رہیں تو کچھ عرصہ کے بعد دنیا میں سوائے بڑھ کے اور کچھ نظر نہ آوے علی ہذالقیاس۔ ہم جب بچے تھے تو ہمارا قد چھوٹا تھا اور آہستہ آہستہ بڑھتا گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد اس حد تک پہونچا۔ تو پھر آئندہ اسکی ترقی بند ہوگئی۔ پس اسیطرح ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے جب وہ اس حد تک پہونچ جاتی تو پھر اسکو روک دیا جاتا ہے

ضرورت قرآن

ایک شخص پادری نے کتاب لکھی ہے۔ عدم ضرورت قرآن اور اسکی دلیل یہ لکھی ہے کہ چونکہ یہ ساری صداقتیں پہلی کتابوں میں موجود ہیں۔ اسلئے اسکی ضرورت نہیں فاما الجواب۔ انجیل کی ساری تعلیم تو توریت میں موجود ہے۔ پھر انجیل کی ضرورت نہ تھی۔ توریت کی تعلیم قانون بابلیوں میں موجود تھی پس توریت کی ضرورت نہ تھی۔ قانون بابلیوں کی تعلیم وید میں موجود تھی پس قانون کی ضرورت نہ تھی اور وید کی تعلیم زند دست میں موجود تھی پس وید کی ضرورت نہ تھی۔ اگر یہ ہو سکتا ہے کہ یہ سب احکام پہلے میں موجود ہیں۔ پس کسی کتاب کی بھی ضرورت نہ تھی۔

پھر ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ یسرنا القرآن کے کیا معنے ہیں۔ جبکہ قرآن کے معانی بڑے دقیق اور مشکل ہیں۔

جواب: میرا عقل یا کتب سے متفرق طور پر مضامین اگر تلاش کرنے پڑتے۔ تو کتنا مشکل ہوتا۔ یہ پھر قرآن کا احسان ہے کہ جہاں بھر کے متفرق اقوال سچائی اور توحید کے بھرے ہوئے ہمارے لئے اکٹھا کر دیئے پھر میں یہ وقت ہوتی کہ جہاں بھر کی کتابیں جو بعض سنسکرت میں اور بعض کا ملنا ناممکن ہوتا۔ تلاش کر کے انکو پڑھتے اور پھر ان میں سے سچ اور جھوٹ کو الگ کرتے اور نیک بد کی تمیز کرتے پھر اس سب کو کسی خاص زبان میں ایک جگہ جمع کرتے۔ اسقدر تضیع اوقات اور ان تمام وقتوں سے قرآن کریم نے ہم کو بچالیا۔

۲۔ پھر یہ ہو سکتا ہے کہ یہ سب احکام کانشنس میں جمع ہے۔ انکی اطلاع کی ضرورت نہ تھی۔ پھر پہلے کوئی شخص ان سے کام کرتا اور اس سے جاہل رکھے پیدا کرتا اور پھر اس کے جو نتائج معلوم کرتا۔ تو پھر وہ کہہ سکتا کہ ان سے کام کرنے سے یہ نقصان ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ پھر کوئی دوسرا شخص کہتا کہ تمہاری تحقیقات اور تجربہ غلط ہے ہم تجربہ کرتے ہیں۔ اور قرآن کریم نے ہمکو ان سارے وقتوں سے بچالیا ۳۔ پھر قرآن کریم نے تمام دعاوی کو دلائل سے ثابت کر دکھایا ۴۔ پھر قرآن جامع ہے تمام مختلف چیزوں کا جیسے فرمایا۔ نزلنا علیک الکتاب لتبین لہم الذی اختلفوا۔ پارہ ۱۴۔ یعنے قرآن کریم اختلافات کو بیان کرنے کے واسطے آیا ہے مثلاً کہیں آدم۔ نوح۔ ابراہیم موسیٰ۔ وغیرہ کی موت کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو صرف مسیح کا ہی ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ آنحضرت کے تیرہ سو برس بعد ہی ہوگا۔

پھر اسکی مثال دی ہے۔ انزل من السماء ماء یعنے یہ غلہ اناج وغیرہ کا بیج ہوا اور زمین میں موجود ہوتا ہے پھر جبتک آسمان سے پانی نازل نہ ہو اور اوس سے انہیں نشو و نما پیدا نہ ہوں تب تک وہ غذا اشیاء کے کہانے کے قابل کب ہو سکتی ہے۔ ادہر سے ہمارا سینہ ادہر نیچے سے وہ دانہ نشو و نما پاوے۔ تب تم اوسکو حاصل کر سکتے ہو۔ پس تعلیم تو دنیا میں ضرور ہوتی ہے جبتک آسمانی بارش یعنے الہام نازل نہ ہو وہ تعلیم نشو و نما نہیں پا سکتی۔

پھر فرمایا۔ وان لکم فی الانعام لعبرۃ۔ دودھ۔ اسی چارہ وغیرہ میں موجود ہوتا ہے۔ پھر کیا تم انہیں سے اوس کو الگ کر سکتے ہو۔ ہرگز نہیں پس دین کی حقیقت کو اسطرح ہی ایک کل ہونی چاہیے۔ کہ وہ انہیں الگ کر کے دے اور یہ کل انبیاء ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ ومن ثمرات النخیل والاعناب غیر انشو و نما۔ عمدہ میوہ اور بیل وغیرہ یہ بھی سب چیز میں موجود تھے۔ پھر جو درخت ہم نے اس کام پر لگائے ہیں کہ کھجور کو کھجور اور انگور کو انگور رکھے۔ ان سے سوائے تم انکو حاصل نہیں کر سکتے۔ اور نہ کر سکتے ہو۔

پھر فرمایا۔ واوحیٰ ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا۔

یہ چوتھا نشو و نما جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کو ادویات کی ضرورت پیش آتی ہے اور انکو بوٹیوں کا خلاصہ شہد ہوتا ہے۔ اور یہ نعمت بھی نہیں مکھی کی وحی سے حاصل ہوتی۔ پھر جب انسان کو وحی ہوتی ہے تو کیا وہ مکھی کی وحی سے بھی ادنیٰ ہوگی۔ اور کیا مکھی کو تو وحی کی ضرورت ہے اور انسان کو اسکی کوئی ضرورت نہیں؟

---

۵ چھ آنہ مقرر کی تھی مگر چونکہ شیخ صاحب بہت مقروض ہو گئے ہیں اسلئے اب وہ اس کتاب کو اصل قیمت پر میری معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۰۰ جلد کتاب ولتکی ہو رہے ہیں۔ احمدی احباب اگر ایک شہر میں ... پیش کیا بیان اسکی اصل قیمت

حضرت اقدس مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سیالکوٹ میں

(نمبر دوم)

تلافی مافات گذشتہ اشاعت کے بعد ہمیں ہمارے مکرم بھائی میرزا خدابخش صاحب نے تاریخی کر یہ خیال ہے یاد دلایا کہ اس امر کا تذکرہ رہ گیا ہے کہ دارالامان سے روانہ ہونے سے پیشتر حضرت اقدس کے سفر کے انتظام کے متعلق مختلف احباب کو مختلف خدمات سپرد کر دی گئی تھیں چنانچہ مفتی محمد صادق صاحب گاڑی کے ریزرو کرانے اور سواری کا انتظام کرنے پر مامور تھے اور خود جناب مرزا خدابخش صاحب انتظام اسباب کے منتظم تھے۔ اس تلافی مافات کے بعد اب ہم سلسلہ سابقہ سے آگے چلتے ہیں۔

لیکچر گاہ جیسا کہ ہمارے ناظرین کو اشتہار لیکچر کے پڑھنے سے معلوم ہو چکا ہے لیکچر کیلئے ہز ہائنس مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کی وسیع سرائے (جو ریلوے سٹیشن کے متصل واقع ہے) تجویز ہوئی تھی چنانچہ یکم نومبر کی شام کو بڑی عجلت اور تیزی کے ساتھ اس میں شامیانوں کا انتظام کیا گیا۔ اور دریوں کا فرش بچھایا گیا ایک مختصر سا پلیٹ فارم طیار کر دیا گیا اور کرسیوں وغیرہ کو ترتیب سے لگا دیا گیا۔

غالباً ہمارے ناظرین حیران ہوں گے کہ جب کہ لیکچر کا رہا جانا قرار پا چکا تھا پھر میں وقت پر یہ انتظام کیوں کیا گیا؟ کیوں نہ پہلے سے سب کام آراستہ کر لیا گیا اصل بات یہ ہے کہ پہلے لیکچر کیلئے اسی محلہ میں جہاں حضرت حجۃ اللہ فروکش تھے جناب سید حامد حسین صاحب کا ایک خالی میدان لیکچر کیلئے تجویز ہوا تھا۔ لیکن بعد میں مکان کی تنگی کے سوال نے جماعت سیالکوٹ کو تبدیل لیکچر گاہ کیلئے متوجہ کیا۔ اس لئے اسقدر جلدی میں وہ سب سامان جو ایک جگہ لگا دیا گیا تھا اکھاڑنا پڑا۔ اور اس کے بعد اسے دوسری جگہ نصب کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ مگر ہمارے مستعد اور جوان ہمت احباب نے جس خوشی اور جانکدستی سے یہ انتظام کیا وہ حیرت انگیز تھا۔ سب سے بڑھکر جس امر نے ہمیں متعجب کیا وہ میر حکیم حسام الدین صاحب کا اس پیرانہ سالی میں کام کرنا تھا۔ مختصر یہ کہ لیکچر گاہ راتوں رات تمام ضروری سامان سے آراستہ کیا گیا۔ لوگوں کو جگہ نہ ملنے کا اسقدر خیال تھا کہ بہت سے لوگ تو رات ہی کو وہاں سو رہے اور اکثر علی الصباح اٹھ کر فجر کی نماز سے ہی پہلے وہاں جا ہو گئے۔

ہم اور ہمارے مخالف لیکچر جس کامیابی سے ہوا اور لیکچر کے سننے والے کسقدر مشتاق تھے اس کا ذکر ہم ذرا آگے چلکر بیان کریں گے۔ پہلے یہ دکھانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں نے کیا کیا اور خدا تعالے نے برگزیدہ کی راہ میں وہ کسطرح کانٹے لگا کر بیٹھے اور کس کس طرح انہوں نے سیالکوٹ کی اسلامی پبلک کو وہاں جانے سے روکا اور آخر اپنے اس مقصد میں انہیں کسقدر ناکامی ہوئی۔ یہ سب امور اس قابل ہیں کہ نہایت تدبر اور غور کن طبیعت کے ساتھ ان پر نظر کیجاوے۔

مخالفت کا سلسلہ کب شروع ہوا اس سلسلہ مخالفت کی ابتدائی تاریخ وہ تھی جب ہمارے محسن و مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے درخشندہ گوہر **مسلمانوں کے لیڈر** زیرالہامی فقرہ مولوی صاحب کی شان میں ہے) مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے وطن میں قدم رکھا تھا۔ سیالکوٹ میں مولوی صاحب کی آمد کیا تھی ع

اک آواز میں سوئی بستی جگا دی۔

ان کا وہاں قدم رکھنا تھا کہ مخالفت کا ایک طوفان بے تمیزی جوش میں آنے لگا۔ اور جب انہوں نے سیالکوٹ میں تقریر کرنے کا اشتہار دیا اور ان کی ایک تقریر میں ایک سیالکوٹی ملا اپنی خشت کاری کے باعث نکالا گیا تو اس نے ایک خطرناک جوش پیدا کر دیا۔ اور اپنی چیخ و پکار سے اپنے دیگر ہم مشربوں کو اکٹھا کرنے کا منصوبہ کیا گیا۔ کہ جہانتک ممکن ہو مخالفت کیجاوے۔

یہ مخالفت ہمارے سلسلہ کی سچائی کا ثبوت ہے اس مخالفت کو دیکھ کر ہمیں حیرت نہیں بلکہ خوشی ہونی چاہئے کیونکہ یہ ہمارے سلسلہ کی سچائی کی زبردست دلیل ہے۔ اگر اس سلسلہ میں سچائی نہ ہوتی اور وہ خدا تعالے کی طرف سے نہ ہوتا تو اسکی ہرگز ہرگز مخالفت نہ کیجاتی۔ یہ مخالفت اس امر کا کامل دلیل ہے کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے۔

صداقت کی مخالفت کیوں کیجاتی ہے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان چونکہ **حق** کا دشمن ہے وہ اسکی اشاعت کو پسند نہیں کرتا اس لئے مختلف صورتوں اور شکلوں میں وہ اسکی مخالفت کے مشن کو پورا کرتا ہے۔

حقیقت میں حیران کر دینے والی بات ہے کہ دنیا میں بہت سے بدکار، فاسق، فاجر، امن عامہ کے دشمن جرائم پیشہ لوگ موجود ہیں لیکن انکی مخالفت کیلئے اسقدر جوش اور تحریک کبھی پائی نہیں جاتی جسقدر ایک مامور من اللہ اور مصلح ربانی کی مخالفت کیلئے جوش اور غضب ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی پاک سیرۃ کو پڑھو اور غور کرو تو معلوم ہوگا کہ ابناء دنیا نے ان پر اپنے زعم فاسد میں زمین کو تنگ کر دیا اور ہر طرح سے ان کی مخالفت پڑتے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے انہیں کو کامیاب کیا۔ اس مخالفت میں ایک سِر یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اسکی قدرت اور تصرف پر ایک **زندہ ایمان** پیدا ہو۔ کیونکہ وہ انسان جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے مادی دنیا والے تو اپنے اسباب اور منصوبوں سے اسیر تو ٹوٹ پڑتے ہیں پھر اس کا بامراد ہونا اور کامیاب ہونا اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور تصرف سے نہیں ہے تو پھر ہمیں کوئی بتائے اور جزائی کامیابی کی کیا ہوتی ہے۔

غرض

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی سیالکوٹ تشریف بری اور پھر سیالکوٹ میں انکی تقریروں کے عام اثر نے جب سعادت مندوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تو آدم کے ابتدائی دشمن نے اپنی ہلاکت کو محسوس کرتے ہوئے مخالفت حق کا پہلو اختیار کرنا چاہا اس کے بعد ہمارے مخالف لوگوں نے آخر شہر لاہور اور دوسرے مقامات سے جہاں ان کو موقع ملا ان لوگوں کو بلایا جو اس سلسلہ کی مخالفت اور زبانی اور تازیانہ مخالفت میں دستار فضیلت حاصل کر چکے ہیں جوں جوں حضرت اقدس کی آمد کا شہرہ سیالکوٹ میں ہوتا گیا اور آنے کے دن قریب ہوتے گئے اسیقدر مخالفت کا بازار گرم اور تیز ہوتا گیا جیسا کہ ہم نے پہلے ظاہر کیا ہے۔ ان لوگوں نے سیالکوٹ کے مسلمانوں سے کوئی دقیقہ اس قسم کے معاہدہ کرنے میں چھوڑا کہ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے ہرگز نہ جائیں گے۔ جب وہ اس قسم کے معاہدوں اور روزانہ وعظوں میں بھی کامیاب نہ ہوئے اور ہزاروں ہزار مخلوق حضرت کی زیارت کیلئے پہونچی۔ تو دوسری کوشش انہوں نے اس جلسہ کو ناکام بنانے کی شروع کی قرآن شریف میں آدم اور ابلیس کے مقابلہ میں پڑھا کرتے تھے۔

قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم ثم لاٰتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ولا تجد اکثرھم شٰکرین

اوس نے کہا کہ میں تیرے بندوں کو ضرور راہ راست سے بھیروں گا اور کبھی آگے سے کبھی پیچھے سے کبھی دائیں سے کبھی بائیں سے ان پر حملہ کروں گا۔ اور انہیں اغوا کروں گا اور انکو ناشکر اور ناسپاس بنا دوں گا۔

ایسا ہی قرآن شریف میں ہم پڑھتے تھے **واذا قیل لھم تعالوا الیٰ ما انزل اللہ والی الرسول رأیت المنافقین یصدون عنک صدودا** اور اسیطرح مختلف مقامات قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے تذکرے پڑھتے تھے جو یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ٹھیرائے گئے ہیں لیکن ہم سچ کہتے ہیں کہ اگر خدا تعالے کا مامور اور رسول نہ آیا ہوتا تو ان آیات کی تفسیر جو کچھ بھی ہوتی وہ خیالی ہوتی مگر اب واقعات دکھاتے ہیں اور یہی قرآن کریم کا زندہ معجزہ ہے۔

غرض

ہمارے مخالفوں نے اپنی پہلی کوشش میں ناکام اور نامراد رہکر اس لیکچر میں لوگوں کو جانے سے روکنے کی جو کوششیں کیں انمیں سے یہاں ہم فی الحال ایک کا ذکر کرتے ہیں۔ جس سے دوسری مساعی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ کسی دیگر مقام پر مخالفوں کے چلنج پر بھی ہم نظر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالے

لیکچر میں جانے سے روکنے کی کوشش ناظرین لیکچر کے اشتہار میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت اقدس کے لیکچر کا وقت ساتھ بجے رکھا گیا تھا اس لئے ہمارے مخالفوں نے جیسا کہ ان کے اشتہار سے معلوم ہوگا وعظ کا وقت ساڑھے چھ بجے صبح رکھا یعنے وہ گھنٹہ پیشتر اور پھر جس راستہ سے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کا گذر تھا۔ اور جو جو راستہ مخلوق کے آنے کے تھے ان تمام راستوں کو روکا گیا جیسا کہ ان کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے جو ہم یہاں دیتے ہیں۔

اعلان

جمیع اہل اسلام کو واضح ہو کہ کل بروز شنبہ ۵ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء بوقت صبح ۶ بجے علمائے کرام حنفیہ کا مقامات ذیل پر وعظ شروع ہوگا سب اہل اسلام تشریف لاکر ثواب دارین حاصل کریں۔

تقسیم مجالس وعظ مولویصاحبان حنفیہ روز شنبہ مورخہ ۲ نومبر بوقت ۶ بجے

نام مقام	نام علمائے کرام
۱۔ مسجد کلان دو دروازہ	جناب مولوی غلام مصطفےٰ صاحب امرتسری
"	جناب مولوی نور احمد صاحب واعظ بنگالی وارد سیالکوٹ۔
۲۔ اڈہ آغا محمد شہباز خان صاحب	مولوی نور اللہ شاہ ملتان محمد بخش صاحب لاہوری و مولوی خیر شاہ صاحب۔
۳۔ متصل دروازہ سرائے	عالیجناب سید جماعت علی شاہ صاحب و حافظ مظفر علی صاحب۔
۴۔ مکان مستری عبداللہ ترکھان متصل سرائے	مولوی نور الحسن صاحب مولوی غلام اللہ صاحب قصوری

المعلن

ماسٹر کرم الٰہی بی۔ اے مختار وغیرہ

اس اشتہار کو پڑھ کر ناظرین ممکن ہے اس نتیجہ پر پہونچیں کہ پھر تو جلسہ میں پوری ناکامی ہوئی ہوگی لیکن نہیں مخالفوں کی **خلاف** امید جلسہ پوری کامیابی کے ساتھ ہوا۔ اور ان کا منصوبہ انہیں پر پڑا یعنے ان کو اپنے مقاصد میں پورا ناکام ہونا پڑا اور وہ چاہتے تھے کہ لیکچر سننے کے واسطے کوئی متنفس بھی وہاں نہ جاوے اور اپنی طرف سے انہوں نے سارے ناکے اور راستے روکے تھے۔ وقت مقررہ سے پہلے کا وقت مقرر کیا تھا مگر عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔

انکی شور و پکار سے جسقدر لوگ جمع ہوئے تھے بجز بعض متعصب مخالفوں کے خود ان کے ہی پاس کوئی متنفس نہ رہا۔

غرض

مخالفوں نے اپنی جگہ یہ انتظام کیا تھا۔

حضرت کا جلوس یوں تو کل یوم ہر فی شان ہوتا ہی ہے مگر ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کی صبح سیالکوٹ میں عجیب و غریب صبح تھی جو لاانتہا برکات اور رحمتیں لوٹتے ہوئے اہل سیالکوٹ کے واسطے آئی تھی سعادتمندوں خدا ترسوں نیکدل راستی اور سلامتی کے فرزندوں کے واسطے برکات کا تحفہ پیش کر رہی تھی۔ دشمنان حق اور خدا تعالیٰ کے سرکشوں اس کے امور دین کے دشمنوں کیلئے ان کے حسب حال برا نتیجہ پیش کرنیوالی تھی۔ آج وہ دن تھا کہ جس کیلئے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکچر گاہ کو جانیوالے تھے جس میں خدا تعالیٰ کے تازہ فضلوں اور انعامات کو [illegible]

(نوٹ صفحہ ۲ پر جو غیر احمدی کے پیچھے نماز کا مسئلہ درج ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

اس لئے سبھی سے بازار کی دورویہ دوکانیں بام پر
تک بہر نظر انسان ہی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔
مخالف علماء جسقدر وعظ کرکے لوگوں کو زیارت سے
روکتے تھے اسیقدر زور کیساتھ لوگ اوپر کو آ رہے
تھے۔ گویا سارا شہر جیسے اعلیٰ حضرت اپنے ایوان
سے نیچے اترے۔ ملاقات کرنیوالے ایک دوسرے
پر گرے پڑتے تھے آخر یہ انتظام کیا گیا کہ اسوقت
مصافحہ کرنیوالوں کو روک دیا جاوے۔ حضرت ابھی مکان

برکت دینا سے اترے نہ تھے کہ ایک شخص میاں
نیاز علی نام نے حضرت میر حکیم حسام الدین صاحب کے
توسط سے نہایت عجز و الحاح سے عرض کیا کہ حضور جب
لیکچرگاہ کو تشریف لے چلیں تو میرے گھر میں قدم
فرود فرماویں۔ تاکہ آپ کا مبارک قدم میرے گھر میں
برکات کا موجب ہو۔ یہ حسن ارادت و عقیدت
حضرت اقدس کو اس کے گھر لے گیا اور دو تین منٹ
اس کے گھر میں ٹھہر کر حضرت تشریف لے آئے۔

روانگی لیکچرگاہ کو اور اپنی گاڑی میں تشریف
فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم
صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ بازار میں گاڑیوں کا ایک
خاصہ سلسلہ تھا قریباً پندرہ سولہ گاڑیاں یکے بعد
دیگرے کھڑی تھیں۔

انتظام حکام مقامی حکام نے اپنے فرض منصبی
کے لحاظ سے قیام امن کیلئے پورا انتظام کر رکھا تھا۔
عالیجناب سردار محمد یوسف صاحب سیٹی مجسٹریٹ خاص کر
اس انتظام کیلئے مامور تھے جنہوں نے کمال دیانتداری
پورے انصاف اور دانشمندی کے ساتھ اس فرض
کو ادا کیا۔ سردار صاحب نے باوجود اس سن و سال کے
جس مستعدی سے امن کو قائم رکھا اور انتظام کیا بلا مبالغہ
کہتے ہیں کہ انہیں کا حصہ ہے۔

وہ خود مجسٹریٹ ہی نہ تھے بلکہ پورے سپاہی تھے
اپنے ہاتھ سے سب انتظام کرتے تھے اور تحسین حیرت
ہوئی جب دیکھا کہ وہ ابتدائے لیکچر سے اخیر تک
ڈھائی گھنٹے قریب جلسہ گاہ میں برابر کھڑے
رہے۔ ایک سکنڈ یا طرفۃ العین کیلئے بھی کوئی
سہارا نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے حکام کو
رعایا کی بہتری اور بھلائی کیلئے دیر تک سلامت
رکھے۔ وہ شہر اور وہ رعایا بہت ہی خوش قسمت
ہے جہاں ایسے مستعد مزاج جوان ہمت سرگرم
حکام ہوں خیر یہ تو ضمنی بات تھی۔ پولیس نے
اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے پورا انتظام کیا تھا۔
انسپکٹر پولیس صاحب بھی اس جلوس کے ساتھ تھے۔
وہ نظارہ عجیب تھا جبکہ خدا کا مسیح ہزاروں
ہزار انسانوں کے درمیان دو گھوڑوں کی گاڑی
پر بیٹھا ہوا جا رہا تھا۔ اور اس کے رستہ کے تمام
در و دیوار اور کوٹھے زن و مرد سے لدے ہوئے
تھے اور اس کا دیدار کر رہے تھے۔

مسیح اور مسیح موعودؑ اس نظارہ کو دیکھ کر ہمیں
غریب یسوع ناصری یاد آ گیا۔ جو نہایت حسرت
بھرے لہجے میں کہتا ہے۔

آہ! لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوائی پرندوں
کے لئے بسیرے مگر ابن آدم کو جگہ نہیں کہ اپنا سر دھرے

یہ الفاظ یا اسی کے ہم معنی الفاظ کیسے شکستہ خاطر
اور گمنام شخص کی حالت کو ظاہر کرتے ہیں برخلاف
اس کے خدا کا یہ برگزیدہ مسیح موعود عجیب خداداد
شان اور شوکت کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے وہ
گمنام تھا لیکن اس کا نام **آفاق میں پھیلایا گیا**
اسکے موافق جو خدا نے اسے کہا کہ میں تیرا نام آفاق
میں پھیلاؤں گا۔

وہ تنہا تھا لیکن لاکھوں انسانوں کو اس کا قادر
خدا کھینچ کر اس کے قدموں پر زندہ کرنے کے لئے
لے آیا اسی کے موافق جو پہلے کہا تھا کہ
یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۔ وَیَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ
انہیں باتوں کو مدنظر رکھکر اور دوسرے وجوہات
فضیلت کو دیکھ کر ہم کہتے ہیں کہ خدا کے مسیح کو
سزاوار ہے اور فی الحقیقت سزاوار ہے جو کہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس دورویہ انسانوں کی سڑک میں یہ جلوس گذرا
لوگ گاڑی کے ساتھ بھاگے جاتے تھے اور ایک
دوسرے پر گرے پڑتے تھے کچھ عجب نہیں کہ
کئی بیچارے مجروح ہوئے ہوں۔ مگر یہ غریب کشش
اور جذب تھا کہ ایسی حالت میں بھی لوگوں کو کھینچے
لے جاتا تھا۔

دوکانیں اس روز جلسہ میں شریک ہونے کی خوشی
یا شوق کی وجہ سے بند تھیں اور وہاں آدمی ہی
آدمی کھڑے نظر آتے تھے۔

مخالفوں کے مجمعے راستہ میں گذرتے وقت
مخالفوں کے اڈوں اور مجمعوں پر بھی ہم نے ایک
نظر کی۔ وہاں کیا ہو رہا تھا ہم خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر
سمجھکر بغیر کسی تعصب یا ضد کے کہتے ہیں کہ ہم تو
ان مخالفوں اور سب و شتم کرنیوالوں کو اس کھیت
کی کھاد سمجھتے ہیں جو اس بازار کی رونق کا ذریعہ
ہیں اور اس حسن کی خوبیوں کے اظہار کا باعث
نعم ما قیل ؎

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
گر نیفتادے بجنبش کار در جنگ نبرد
کے شدے جوہر عیان شیر خون آشام را
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی
در جہالت ہاست عز و قدر عقل تام را
حجت صادق ز نقض و قدح روشن تر شود
عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

اس بات پر ہم مخالفوں کے مجمع کے متعلق حالات
بیان کرتے ہوئے ہرگز مبالغہ یا تعصب سے کام نہ لینگے
ان مجمعوں میں کوئی دو ڈیڑھ سو سے زیادہ آدمی
مجتمع نہیں دیکھے گئے۔

جو لوگ سڑک پر دورویہ **حضرت اقدس** کی زیارت
کے لئے کھڑے ہوئے تھے ان کو اس مجمع میں شامل
قرار دینا خطرناک غلطی ہے۔ جب حضرت اقدس
علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے خدام کی سواری
ان مجمعوں کے پاس سے گذری تو ان لوگوں نے کیا
کیا؟ اس کا ذکر کرنا شاید اس کے بھول جانے سے

بہتر ہوتا۔ مگر نہیں ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ انہوں نے
کیا کیا؟

ان کے اشتہار کو پڑھکر ہمیں خیال ہوا تھا کہ ان کے
مجمعوں میں جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے قرآن کریم کے
حقائق اور معارف بیان ہوتے ہونگے لیکن ہماری
حیرت اور تعجب اور اس کے ساتھ ہی افسوس
بھی بڑھ گیا جب دیکھا کہ وہاں گالیوں کے سوا اور
کوئی شغل نہیں۔ ان کی گالیاں سن کر حضرت حجۃ اللہ
کے استغنا اور کمال اعراض نے آپ کے قول کی
عمل سے تصدیق کرا دی جو فرمایا ہے

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

حضور **وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا** اور **اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ** پر عمل
کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔

ان وعظ کے اڈوں سے گالیوں کے سوا دوسری
آواز جو آتی تھی وہ یہ تھی کہ خبردار کوئی مرزے
میں نہ جاوے مگر اس آواز کے ساتھ ہی لوگ
جو برابر جا رہے دوڑے جاتے تھے اور کچھ بھی اثر
انہیں نہ ہوتا تھا۔ شور مچانے والوں کی رگیں پھول پھول
جاتی ہیں اور مخلوق کی دوڑ دھوپ کی خاک اڑ کر
اور بھی ان کی آواز پر اثر کر رہی تھی۔ ہم بھی اس
نظارہ کو دیکھتے ہوئے گذر گئے۔

اور مسلمانوں کی اس حالت پر تاسف کرتے ہوئے
خوش ہوتے تھے کہ یہی حالت بداہۃً **مسیح موعود** کی
ضرورت کا زندہ **ثبوت** ہے اگر یہ حالت ان
لوگوں کی نہ ہوئی ہوتی۔ تو کچھ ضرورت نہ تھی کہ
کوئی مسیح و مہدی آکر ان کی اصلاح کرتا۔ وہ لوگ تو
جوش جہالت میں اندھے ہو کر گالیاں دیتے تھے
اور دانشمند عاقبۃ المکذبین کے نظاروں سے
سبق لینے والے انہیں سے مسیح موعود کی صداقت
پر دلیل لاتے تھے۔
غرض

پھر لیکچرگاہ یہ سارا جلوس لیکچرگاہ میں داخل
ہو گیا اسوقت لوگوں کا اضطراب اور کشمکش بھی
عجیب لطف کشش تھی ہر شخص کوشش کرتا تھا کہ میں
اسی جگہ پر بیٹھوں جو قریب تر ہو جہاں سے وہ خدا
تعالیٰ کے برگزیدہ مامور اور معزز لیکچر پڑھنے والے
کو دیکھ سکے خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ وہ وجود
اسی سرزمین سیالکوٹ میں اپنی عمر کا نمایاں حصہ بلکہ
وہ حصہ جو عنفوان شباب کا حصہ کہلاتا ہے گذار
چکے تھے۔ یعنے حضرت اقدس مسیح موعودؑ بھی سیالکوٹ
میں چوتھائی صدی پیشتر کے قریب رہ چکے تھے
اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تو خاص
سیالکوٹ کے باشندے اور وہیں کے رہنے والے
ہیں۔ حاضرین اور باشندگان سیالکوٹ کی نگاہ میں
حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی عزت اور تکریم تو ہر حال ہونی ہی تھی مگر سیالکوٹ
میں مولوی عبدالکریم صاحب بھی خاص عزت اور
تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں جو مولوی صاحب
کی پاک سیرۃ کا عمدہ گواہ ہے۔

پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ
ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ نمایاں جگہ حاصل کرے
اور جہانتک جس سے ممکن ہوا وہ اپنے اس
مقصد میں کوشش کرتا رہا۔

سامعین سامعین کے مجمع میں ہر مذاق ہر
اور ہر مذہب کے لوگ موجود تھے سامعین کی تعداد
مقدار بتانا ہمارے امکان سے باہر ہے۔ ہزارہا
انسان وہاں موجود تھے اور خوشی کی بات ہے
کہ شہر کی کل فہمیدہ اور معزز پارٹی وہاں موجود تھی
یہ ہماری اپنی ہی رائے نہیں بلکہ جب ہم لیکچر کے
بعد فارغ ہو کر شہر میں بعض کارخانوں کے دیکھنے
کو گئے جن کا تذکرہ ہم کسی دوسرے وقت انشاء اللہ
کریں گے تو ہمیں سیالکوٹ کے ایک مشہور و معزز
کارخانہ سپورٹس ورکس کے معزز مالک سردار گنڈا سنگھ
ادہیرائے صاحب سے ملنے کا موقع ملا۔ وہ بھی لیکچرگاہ میں
موجود تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپکے خیال میں
لیکچرگاہ میں سیالکوٹ کی معزز اور ذی علم سوسائٹی
کس حد تک موجود تھی۔ انھوں نے فرمایا کہ میری یہی
رائے ہے کہ قریباً کل معزز اور تعلیم یافتہ سوسائٹی
ہندو مسلمانوں اور سکھوں کی وہاں موجود تھی۔
انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ میری رائے میں اتنا بڑا
مجمع کسی لیکچر کے سننے کیواسطے کبھی نہیں ہوا۔ ہاں
مقلدوں اور غیر مقلدوں کا جب باہم مباحثہ یا جھگڑا
ہوا تھا اسوقت تو ایک بہت بڑا مجمع تھا اس کے بعد
شاید میں نے اتنا بڑا مجمع سیالکوٹ میں نہیں دیکھا۔
حقیقت میں سردار صاحب کی رائے بالکل صائب
اور درست تھی سامعین میں تو شاید مجسٹریٹ
وکلا دوسرے تعلیم یافتہ لوگ اور معزز اصحاب جو
ہر قوم میں سمجھے جاتے ہیں موجود تھے۔

نشست گاہ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا ہے
کہ ایک لکڑی کا پلیٹ فارم بنایا گیا تھا جس پر حضرت
اقدس کی نشست گاہ اور بھی اونچی تھی تا کہ سب لوگ
اطمینان کے ساتھ زیارت کر سکیں پلیٹ فارم پر
چند کرسیاں رکھی گئی تھیں جن پر شہر کے اکثر عمائد
تشریف فرما تھے۔

اور شامیانوں کے نیچے دری کا فرش تھا جس کے
تین طرف بیٹھنے والا حصہ چند بہتر سے لوگ آ رہے چھوڑ
کر کرسیاں بچھا دی گئی تھیں جن پر تعلیم یافتہ معزز اور
فہمیدہ پارٹی سیالکوٹ کی تشریف فرما تھی۔

انتظام اس موقع پر بھی انتظام کا وہی رنگ تھا
جو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

حضرت اقدس لیکچرگاہ میں جیسا کہ ابھی ہم نے
اوپر بیان کیا ہے لکڑی کے پلیٹ فارم پر ایک
نمایاں جگہ پر ایک کرسی بچھی ہوئی تھی اس پر بیٹھے حضرت
حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سرخ جبہ
پہنے ہوئے جلوہ افروز تھے آپ کا نورانی چہرہ۔
غرض بصیرت کا عملی سبق دینے والی آنکھیں ناظرین اور
سامعین کو اپنی طرف خصوصیت سے متوجہ کر رہی
تھیں۔ آپ کی شکل و شباہت انبیاء بنی اسرائیل کا
سا نمونہ دکھا رہی تھی۔ غرض حضور مجسمہ احسان
سے جلوہ افروز تھے کہ جو قلم سے ادا نہیں کر سکتا
دل بے اختیار آپ کی طرف کھنچے جاتے تھے

ہم اپنی اندرونی کیفیت کا ذکر کر سکتے ہیں کہ حضرت خواہ مخواہ تھی۔ خدا ترسی نوع انسان کی خدمت کے خیالات موجزن تھے۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ اس وقت پاک تحریک کرنے میں معروف ہیں۔ اور ان ملائکہ کے نزول کا باعث یہی خدا رسیدہ بزرگ تھا حضور کے ساتھ ہی کرسی پر حضرت حکیم الامت اور آپ کے ساتھ ہی ایک میز کے سامنے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تشریف فرما تھے

جلسہ کی کارروائی کا آغاز

چاروں طرف قدرتی طور پر سناٹا اور خاموشی تھی۔ کہ یکایک اس پر خاموشی کو ایک معزز ممبر نے توڑا یعنے کھڑے ہو کر فرمایا۔

میں اس جلسہ کیلئے جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کو پریذیڈنٹ ہونے کیلئے پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب صاحب منظور کریں گے۔

اس تجویز کی جو بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ جناب مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لا نے کی تھی تائید ہوئی اور حضرت حکیم الامت افتتاحی تقریر کیلئے کھڑے ہوئے جو

حکیم الامت کی افتتاحی تقریر

ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کی سرائے میں منعقد ہوا تھا۔ آج کے جلسے میں جب حضرت حکیم الامت کو افتتاحی تقریر کیلئے کھڑے ہوتے دیکھا تو کیا ہی عجب نہیں کہ ایسوسی ایشن آف آئیڈیا بنانے حکیم الامت کی اس حالت کی طرف متوجہ کیا جب آپ ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کے خاندان کے خاص طبیب تھے۔ اور ایک ممتاز عہدہ وا[illegible] وہی شخص آج محض خدا کیلئے اور صرف خدا ہی کیلئے درویشانہ لباس درویشی پر ہزاروں معتقدین نثار ہوں حالت میں کھڑا ہوتا ہے اور پبلک کو سنائے جانے والے لیکچر کیلئے اپنی افتتاحی تقریر میں خطاب کرتا ہے۔

مولویصاحب کا بجائے خود وجود حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک زندہ لیکچر تھا اور یوں آپ کی صداقت پر یہ چوتھی یعنی دلیل تھی پہلی دلیل تو وہ جذب و کشش تھا جو حضرت اقدس کی زیارت کیلئے عوام میں پیدا ہو گیا تھا اور دوسری دلیل مخالفین کی حالت اور تیسری دلیل خود اعلیٰحضرت کا وجود مبارک اور چوتھی دلیل حکیم الامت کا اپنا وجود۔

غرض حکیم الامت نے مندرجہ ذیل الفاظ میں سامعین کو خطاب کیا

دنیا میں بہت سے جلسے ہوا کرتے ہیں ان کے اغراض اور مصالح مختلف ہوتے ہیں۔ بعض جلسے اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں ملکی اور سیاسی امور پر بحث ہوتی ہے بعض جلسے اس غرض سے ہوتے ہیں کہ انہیں کسی خاص قوم کی اصلاح کیلئے غور کیا جاتا ہے۔ اور بعض اصلاح اخلاق کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن آج حسن اتفاق سے اور خوش قسمتی سے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ایک موقع دیا ہے کہ ایک لیکچر سنیں اور پھر اس کے مضامین پر غور کریں۔

بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو ایک بات سنتے تو ہیں لیکن چونکہ اس پر غور نہیں کرتے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے ان کا سننا اور نہ سننا برابر ہو جاتا ہے اور جب انہیں پتہ لگتا ہے کہ ہم اس کے فوائد سے محروم ہو گئے ہیں تو اسوقت انہیں دست افسوس ملنا پڑتا ہے اس مضمون کو قرآن شریف کی ایک آیت میں نہایت ہی لطیف طور پر بیان کیا ہے کیونکہ انسان ایک وقت اپنی غفلت پر پچھتاتا ہے مگر اسوقت اس سے کچھ بھی بن نہیں پڑتا جیسا کہ فرمایا ہے۔

لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر

کاش! ہم ان باتوں کو سنتے اور پھر عقل سے کام لیکر انپر غور کرتے تو آج ہم دکھوں میں نہ ہوتے۔ یہ ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے وہ باتیں نہ سنیں اور ان پر غور نہ کیا جیسی آج اس لیکچر کے ذریعہ آپ لوگوں کو سنائی جانی مقصود ہیں۔

عقل انسان کے اندر ایک قوت اور طاقت ہے جس کا صحیح استعمال انسان کو بری کارروائیوں سے بچاتا ہے اور جلد بازی اور شتاب کاری سے روک کر غور کرنے اور سوچنے کی عادت پیدا کرتا ہے۔

عقل کے معنے روکنے اور باندھنے کے ہیں چونکہ یہ انسان کو جذبات نفسانی کے روکنے کے لئے کام دیتی ہے اس لئے عقلمند وہی ہوتے ہیں جو اپنے جذبات پر حکومت کرتے ہیں۔ اور نہایت اطمینان اور سکینت کے ساتھ ایک بات کو سنتے ہیں اور غور کرتے ہیں۔ اسوقت سننے والے عقلمند ہیں یا کم از کم کافی تعداد عقلمندوں کی ہے اور وہ فائدہ کے لئے سننا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں یقین کرتا اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں کہ وہ آپ کو وہ سننے کا موقع دے۔ جو سننے کا حق ہے یعنے آپ توجہ سے سنیں اور انپر بہت غور کریں اور ان کو مفید پا کر عمل کریں۔ کیونکہ یہ معمولی آدمی کا کلام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کلام ہے جو کہتا ہے کہ **میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں**۔ پس اس لحاظ سے اور بھی ضروری ہے کہ آپ بہت توجہ سے سنیں اور عمل کریں قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

یستمعون القول فیتبعون

یعنے اچھی باتوں کو سنتے ہیں اور پھر ان کے متبع ہو جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا کہنا کافی ہے۔

اب مولوی عبدالکریم صاحب وہ لیکچر جو حضرت صاحب نے لکھا ہے آپ کو پڑھ کر سنائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے اور آپ لوگوں کو سننے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

حضرت حکیم الامت یہ افتتاحی تقریر کر چکے تو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کھڑے ہوئے مولوی

حضرت اقدس کا لیکچر اسلام پر

عبدالکریم صاحب کا نام لیکچر کے اشتہار میں بھی عام طور پر دیا گیا تھا۔ یہ واقعات چونکہ ایک ملک تاریخ کا جزو بننے والے ہیں اس لئے ان پر پوری روشنی ڈالنی اور جو جو نتائج مفید ان سے نکل سکتے ہیں ان کو پیش نہ کرنا لکھنے والے کی خطرناک اور ناقابل عفو فروگذاشت کے مرتکب ٹھہریں گے اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ کسقدر تفصیل سے بحث کریں۔

جن لوگوں کو عام لیکچروں کے سننے کا موقع ملا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ لیکچر کی اغراض کو پورا کرنے کیلئے کیا کیا طریق اختیار کئے جاتے ہیں۔ سب سے اول لیکچرار وہ تجویز کیا جاتا ہے جو قوم کا شناختہ ہو اپنے علم و فضل اور زبان پر پوری حکومت اور قادر الکلامی کے علاوہ وسیع معلومات رکھتا ہو۔ اور جہانتک ممکن ہو سننے والوں کے مذاق سے آشنا ہو اپنے مطالب کو فصاحت بلاغت سے ادا کر سکے۔ پھر اس کے لیکچر کیلئے اشتہار دینے والے وہ شخص ہوں جن کا پبلک میں عام رسوخ ہو۔ اور پھر مقام وہ پسند کیا جاتا ہے جو عام گذرگاہ کے موقعہ پر ہو۔ غرض ان امور کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

اب اس مقام پر ہمارے ناظرین ذرا غور کریں۔ اسمیں تو کوئی شبہ اور کلام نہیں کہ لیکچر دینے والا آسمانی انسان کی طرف سے تھا جو دنیا میں غیر معمولی شہرت رکھتا ہے۔ لیکن جب سننے والوں کو یہ معلوم ہو کہ اس لیکچر کے پڑھنے والا وہ خود نہیں ہے تو عام قاعدہ کے موافق انہیں مایوس ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن سیالکوٹ جیسے شہر میں جو مولوی عبدالکریم صاحب کی زاد بوم ہے جہاں اس نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گذارا ہے اگر وہ وہاں کی پبلک میں ایک وسیع اور ممتاز انسان نہ ہوتا اور اپنے تقویٰ اور نیک چلنی کی وجہ سے خاص امتیاز حاصل نہ کر چکا ہوتا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ناممکن تھا لوگ اسطرف اس قدر توجہ کرتے۔ حضرت مولویصاحب کا نام ہماری تحریک کی کشش کیلئے ایک ضمانت تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مولویصاحب کو وہ زبان اور فصاحت عطا کی ہے کہ دوسرا کوئی اسوقت تک ہماری جماعت میں یہ فضل نہیں ملا۔ ہم نے حضرت حکیم الامت سے بارہا سنا ہے خود سنا ہے انہوں نے فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ **یہ شخص بہت بڑی ترقی کر رہا ہے اور مجھ سے بڑھ گیا ہے**۔ حکیم الامت کا پایہ اور رتبہ اپنے رنگ میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہے مگر ان کے رنگ دوسرے دیگر ہیں حضرت اقدس کی زبان مولوی عبدالکریم ہی کے منہ میں ہم بھی سنتے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جن کو آ کے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے **مسلمانوں کا لیڈر فرمایا**۔ ابتک جسقدر جلسوں میں حضرت اقدس کا کوئی تحریری مضمون پڑھا گیا۔ اس کے پڑھنے والا یہی شخص تھا۔ جلسہ مذاہب میں اسلام کی فلاسفی والا مضمون پڑھنے والا یہی تھا۔ لاہور کا پہلا لیکچر بھی انہی نے پڑھا ان سب سے بھی دور پیچھے ۱۸۹۳ء میں آتھم کے ساتھ جب مباحثہ ہوا اسوقت بھی پڑھنے والا یہی تھا اور یہ لیکچر بھی اسی نے پڑھا۔

یہ سعادت یہ فخر خدا تعالیٰ نے مولوی عبدالکریم صاحب کیلئے رکھا ہے اور دوسرے کو اسوقت تک ہمیں شریک نہیں کیا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

لیکچر کے وقت مولویصاحب کی کیا حالت تھی

غرض مولوی عبدالکریم صاحب کھڑے ہوئے۔ خدا کی قدرت ہے کہ جب کبھی کوئی ایسا اتفاق ہوا کہ انہوں کو لیکچر پڑھنے کا ہوا ہے جہانتک ہم نے دیکھا ہے عین وقت پر مولویصاحب کی طبیعت ہمیشہ ناساز ہی علی العموم رہی ہے کمزوری کی وجہ سے تکلیف رہتی ہے لاہور کے جلسہ پر بھی آپ بیمار تھے لیکن محض خدا کے فضل سے آپ نے جس کامیابی سے لیکچر کو ختم کیا وہ ایک نشان تھا۔ سیالکوٹ میں مولویصاحب کی حالت صحت اور بھی گری ہوئی تھی بہت ہی ضعیف اور نزار ہو گئے تھے۔ اور اسوقت جبکہ لیکچر پڑھنے کے لئے آپ کھڑے ہوئے پوری صحت اور تندرستی کی حالت میں نہ تھے اس لئے مولویصاحب موصوف کا لیکچر کو پڑھنا اور نہ ختم کرنا بھی حضرت اقدس کی سچائی کی **زبردست دلیل تھی**۔

مولویصاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا

اس مضمون کو سنانے سے پہلے میں تبرک کے طور پر چند آیات قرآن شریف کی پڑھ دوں گا اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کو شروع کروں گا یہ [illegible] پڑھیں۔

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ۝ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولٰئک ھم الفٰسقون ۝ لا یستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنۃ اصحٰب الجنۃ ھم الفائزون ۝ لو انزلنا ھٰذا القرآن علیٰ جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون ۝

ان آیات کو تلاوت کرنے کے بعد آپ نے وہ مطبوعہ لیکچر جو اسلام کے نام سے چھپ کر شائع ہوا ہے پڑھنا شروع کیا اس جگہ کے اظہار کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ آپ کے لیکچر کے پڑھنے کے وقت عام جلسہ میں پورا سکوت اور امن تھا اور لوگ ہمہ تن گوش ہو رہے تھے کسی مرحلہ یا مقام پر کوئی بدنظمی یا عدم توجہی پیدا نہیں ہوئی بلکہ سامنے کے سامعین کو باوجودیکہ دھوپ لگتی تھی لیکن وہ خدا جانے کس اثر سے وہ محو نہیں ہوئے۔ اس شوق نے انہیں دھوپ کا احساس بھی ہونے نہیں دیا۔

لیکچر میں کیا ہے؟

اس لیکچر میں سب سے اول [illegible] اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان آپ کیا کیا اور میں امتیاز دکھایا اور بتایا کہ ان بگاڑوں میں جو اسوقت پیدا ہوئے ان بگاڑوں کو ضرورت اسلام تھی [illegible]

گیا چنانچہ ان الفاظ میں آپ نے اسے ادا فرمایا۔ دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کیجائے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے اور یہ اس لئے نہیں کہ در حقیقت وہ تمام مذاہب ابتداء سے جھوٹے ہیں بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی۔ اور وہ ایسے باغ کیطرح ہو گئے جسکا کوئی باغبان نہیں اور جسکی آبپاشی اور صفائی کیلئے کوئی انتظام نہیں اس لئے رفتہ رفتہ ان میں خرابیاں پیدا ہو گئیں تمام پھلدار درخت خشک ہو گئے۔ اور ان کی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیاں پھیل گئیں اور روحانیت جو مذہب کی جڑھ ہوتی ہے وہ بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے اس لئے اس نے ہر ایک صدی پر اس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی۔ اور اسکو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندہ خدا اصلاح کیلئے قائم ہوا جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کو سخت ناگوار گذرا۔ کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جو انکی رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا۔ یہانتک کہ اس آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے۔ خدا نے چودھویں صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پاکر پھر اپنے عہد کو یاد کیا۔ اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی اس لئے وہ سب مذہب مر گئے۔ انمیں روحانیت باقی نہ رہی۔ اور بہت سی غلطیاں ان میں ایسی جم گئیں۔ کہ جیسے بہت مستعمل کپڑہ پر جو کبھی دھویا نہ جاوے میل جم جاتی ہے۔ اور ایسے انسانوں نے جنکو روحانیت سے کچھ بہرہ نہ تھا اور جن کے نفس امارہ سفلی زندگی کی آلائشوں سے پاک نہ تھے۔ اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق ان مذاہب کے اندر بیجا دخل دے کر ایسی صورت انکی بگاڑ دی کہ اب وہ کچھ اور ہی چیز ہیں۔ مثلاً عیسائیت کے مذہب کو دیکھو کہ وہ ابتدا میں کیسے پاک اصول پر مبنی تھا اور جس تعلیم کو حضرت مسیح علیہ السلام نے پیش کیا تھا۔ اگرچہ وہ تعلیم قرآنی تعلیم کے مقابل پر ناقص تھی کیونکہ ابھی کامل تعلیم کا وقت نہیں آیا تھا۔ اور کمزور استعدادیں اسکی لائق بھی نہ تھیں تاہم وہ تعلیم اپنے وقت کے مناسب حال نہایت عمدہ تعلیم تھی وہ اسی خدا کی طرف رہنمائی کرتی تھی جسکی طرف توریت نے رہنمائی کی لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد عیسائیوں کا خدا ایک اور خدا ہو گیا جس کا توریت کی تعلیم میں کچھ بھی ذکر نہیں اور بنی اسرائیل کو اسکی کچھ بھی

خبر نہیں ہے۔ اس کے لئے خدا پر ایمان لانے سے تمام سلسلہ توریت کا الٹ گیا۔ اور گناہوں سے حقیقی نجات اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے جو ہدایتیں توریت میں تھیں وہ سب درہم برہم ہو گئیں۔ اور تمام مدار گناہ سے پاک ہونے کا اس اقرار پر آگیا کہ حضرت مسیح نے دنیا کو نجات دینے کے لئے خود صلیب قبول کی اور وہ خدا ہی تھے۔ اور نہ صرف اسیقدر بلکہ توریت کے اور کئی ابدی احکام توڑ دئے گئے۔ اور عیسائی مذہب میں ایک ایسی تبدیلی واقعہ ہوئی کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام خود ہی دوبارہ تشریف لے آویں تو وہ اس مذہب کو شناخت نہ کر سکیں نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جن لوگوں کو توریت کی پابندی کی سخت تاکید تھی۔ انہوں نے کیونکر توریت کے احکام کو چھوڑ دیا مثلاً انجیل میں کہیں حکم نہیں۔ کہ توریت میں تو سور حرام ہے اور میں تم پر حلال کرتا ہوں۔ اور توریت میں تو ختنہ کی تاکید ہے اور میں ختنہ کا حکم منسوخ کرتا ہوں پھر کب جائز تھا۔ کہ جو باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے نہیں نکلیں۔ وہ مذہب کے اندر داخل کر دی جائیں۔ لیکن چونکہ ضرور تھا۔ کہ خدا ایک عالمگیر مذہب یعنی اسلام دنیا میں قائم کرے اس لئے عیسائیت کا بگڑنا اسلام کے ظہور کے لئے بطور ایک علامت کے تھا۔ یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے ہندو مذہب بھی بگڑ چکا تھا۔ اور تمام ہندوستان میں عام طور پر بت پرستی رائج ہو چکی تھی اور اسی بگاڑ کے یہ آثار باقیہ ہیں۔ کہ وہ خدا کو اپنی صفات کے استعمال میں کسی مادہ کا محتاج نہیں۔ اب آریہ صاحبوں کی نظر میں وہ پیدائش مخلوقات میں ضرور مادہ کا محتاج ہے۔ اس فاسد عقیدہ سے ان کو ایک دوسرا فاسد عقیدہ بھی جو شرک سے بھرا ہوا ہے۔ قبول کرنا پڑا یعنی یہ کہ تمام ذرات عالم اور تمام ارواح قدیم اور انادی ہیں۔ مگر افسوس کہ اگر وہ ایک نظر غائر خدا کی صفات پر ڈالتے تو ایسا کبھی نہ کہہ سکتے۔ کیونکہ اگر خدا پیدا کرنے کی صفت میں جو اس کی ذات میں قدیم سے ہے انسان کی طرح کسی مادہ کا محتاج ہے تو کیا وجہ کہ وہ اپنی صفت شنوائی اور بینائی وغیرہ میں انسان کی طرح کسی مادہ کا محتاج نہیں۔ انسان بغیر توسط ہوا کے کچھ سن نہیں سکتا اور بغیر توسط روشنی کے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ پس کیا پرمیشر بھی ایسی کمزوری اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ بھی سننے اور دیکھنے کیلئے ہوا اور روشنی کا محتاج ہے۔ پس اگر وہ ہوا اور روشنی کا محتاج نہیں۔ تو یقیناً سمجھو کہ وہ صفت پیدا کرنے میں بھی کسی مادہ کا محتاج نہیں یہ منطق سراسر جھوٹ ہے کہ خدا اپنی صفات کے اظہار میں کسی مادہ کا محتاج ہے انسانی صفات کا خدا پر قیاس کرنا۔ کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ اور انسانی کمزوریوں کو خدا پر چسپاں کرنا بڑی غلطی ہے انسان کی ہستی محدود

اور خدا کی ہستی غیر محدود ہے۔ پس وہ اپنی ہستی کی قوت سے ایک اور ہستی پیدا کر لیتا ہے۔ یہی تو خدائی ہے اور وہ اپنی کسی صفت میں مادہ کا محتاج نہیں ہے ورنہ وہ خدا نہ ہو۔ کیا اس کے کاموں میں کوئی روک ہو سکتی ہے؟ اور اگر وہ چاہے کہ ایک دم میں زمین و آسمان پیدا کر دے تو کیا وہ پیدا نہیں کر سکتا ہندوؤں میں جو لوگ علم کے ساتھ روحانیت کا بھی حصہ رکھتے تھے اور نری خشک منطق میں گرفتار نہ تھے۔ کبھی ان کو یہ عقیدہ نہیں ہوا جو آجکل پرمیشر کی نسبت آریہ صاحبان نے پیش کیا ہے۔ یہ سراسر عدم روحانیت کا نتیجہ ہے +

پیسہ اخبار میں حضرت اقدس کی جو زبانی تقریر چھپی تھی اور جس کو ہم نے اس وقت روزانہ پیسہ میں چھپوایا تھا۔ بعض لوگوں نے اپنی غلط فہمی سے اس سے یہ سمجھ لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے گویا کل مذاہب کو سچا قرار دیدیا ہے۔ یہ نتیجہ جو غلط تھا حضرت اقدس کے کسی فقرہ سے نہیں نکالا گیا تھا۔ بلکہ پیسہ اخبار میں جو تقریر چھپی ہے اس میں کوئی بھی فقرہ وہ ایسا نہیں ہے جس کے یہ معنے ہو سکیں۔ . . . .

. . . .

. . . .

. . . .

بلکہ جس فقرہ کو ٹھوکر کا باعث قرار دیا گیا ہے وہ پیسہ اخبار میں یوں ہے "یہ ہی یاد رکھو کہ میرا یہ مذہب نہیں کہ اسلام کے سوا سب مذاہب بالکل جھوٹے ہیں" اس فقرہ میں بالکل کا لفظ اس وہم کو قطعاً دور کر رہا ہے۔ غرض پیسہ اخبار کے نامہ نگار کی تحریر غلط نہ تھی اور نہ وہ اس نتیجہ کو پیدا کرنیوالی تھی۔ بلکہ ان لوگوں کی اپنی غلطی تھی جنہوں نے اس سے ایسا نتیجہ نکال لیا۔ غرض اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک امتیاز بتا کر پھر آپ نے عیسائیت موجودہ کی حقیقت کو بیان کیا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت اور آپ کی رسالت کی صداقت پر دلائل بیان فرمائے۔ منجملہ ان کو ایک یہ فرمایا کہ آپ اس وقت تشریف لائے جب ضرورت تھی اور اس وقت دنیا سے اٹھے جب اس کام کو پورے طور پر کر لیا۔ اسی کے ضمن میں آپ نے ان تبدیلیوں کا ذکر فرمایا جو حضور کی ذات بابرکات سے ہوئیں جیسے عرب کے وحشیوں کو آپ نے بہائم سے انسان بنایا پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت انمیں پھونک دی۔ اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا" اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نو

نامون محمد اور احمد کا فلسفہ بتایا اور اس کے ضمن میں اپنے زمانہ کی طرف اشارہ کیا اور زمانہ کے ساتوں ہزاروں کی تصریح فرمائی۔ اور اپنی ضرورت دکھائی۔ اور وہ آثار جو اس زمانہ کیلئے بتائے گئے تھے ان کا پورا ہونا دکھایا۔

(باقی آئندہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اسیقدر ناساز رہی۔ خاندان رسالت کے تمام ممبر خیریت سے ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں۔

حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کرشن اوتار پر ایک مبسوط رسالہ لکھنا چاہتے ہیں۔

ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات

(۱) الہام

روز نقصان بر تو نیاید

رویا

(۲) مولوی حکیم نورالدین صاحب نے نماز جہری میں سورہ فاتحہ پڑھکر الفارق وما ادراک ما الفارق پڑھا

رویا

(۳) حضرت صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد حضرت کو کچھ دیر تک نہیں ملے حضرت کو تشویش اور فکر ہوئی اسکی تلاش کر رہے ہیں تب حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ یہ مبارک موجود تو ہے پھر حضرت نے سجدہ شکر کے لئے زمین پر۔

الہام۔ غلام قادر آئے گھر نور اور برکت سے بھر گیا۔ رد اللہ الی۔

رویا۔ اپنے آگے بہت سی کنجیاں دیکھیں جو شاید دو ہزار کے قریب ہیں یا زیادہ۔

مقدمے کے متعلق

مقدمہ کے متعلق اپیل کو دائر ہونے کی خبر پہلے لکھ چکے ہیں ۲۶ نومبر ۱۹۰۴ء کو پیشی کیلئے تاریخ مقرر تھی مگر جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب نے وجوہات اپیل پر غور کر کے تاریخ مقررہ سے پہلے ہی فیصلہ کر دیا اور ۶ جنوری ۱۹۰۵ء تاریخ مقرر کر کے فریق ثانی کے نام نوٹس جاری ہو گیا ہے ۶ جنوری کو مقدمہ انشاء اللہ پیش ہو گا۔ اسلئے مثل طلب کی گئی ہیں +

ریمارک

سیاحت فتح خانی – یعنی انوریبل نواب فتح علی خان قزلباش – سی – آئی – ای صاحب رئیس اعظم لاہور کا سفرنامہ – ہم نواب صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے سیاحت فتح خانی کی ایک جلد دفتر الحکم میں بھیجی ہے – ہم نے اس کتاب کو شروع سے لیکر آخیر تک پڑھا ہے – یہ سفرنامہ نواب صاحب موصوف کے اس سفر کا ہے جب آپ پرنس آف ویلز و شہنشاہ ہند کی رسم تاجپوشی پر انگلستان میں تشریف لے گئے تھے – کتاب مذکور ۵۱۰ صفحہ پر اور قطع تقطیع علاوہ ۳۰ صفحوں پر چھپی ہے – چھپائی لکھائی اور کاغذ وغیرہ جلد مراتب اعلےٰ درجہ کے ہیں – نواب صاحب موصوف نے خاص طور پر یہ کتاب تقسیم کی ہے – اگرچہ کتاب مذکور ایسی ہے کہ اس کے بعض حصے انتخاب کے طور پر درج کئے جاتے – مگر افسوس ہے ہم کی گنجائش کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکے تاہم مختصر الفاظ میں اتنا کہتے ہیں کہ یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے اور نہایت قابلیت سے اسے مرتب کیا گیا ہے –

تلافی مافات یعنی مولانا شبلی اور مسئلہ تقدیر

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مولانا شبلی صاحب کا لکھا ہوا مضمون "اسلام اور تمدن و ترقی" ہم نے الندوہ سے لیکر شائع کیا تھا – اس میں مسئلہ تقدیر کے متعلق بحث کرتے ہوئے مولانا شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ اسلام نے انسان کو مختار مطلق قرار دیا ہے اس فقرہ پر ہمنے بذریعہ ایک فٹ نوٹ کے لکھا تھا کہ ہماری رائے میں یہ خیال انکا صحیح نہیں اس پر ایک نوٹ اسی وقت میں لکھنا چاہا تھا مگر افسوس ہے کہ ہم نہیں لکھ سکے اسلئے آج اس وعدہ کا ایفا کرتے ہیں –

ہمارا مذہب لا جبر و لا اختیار ہے (یہ ممکن ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے ہی ایسا سمجھنے میں غلطی کہا ئی ہو اگر اس کی اس غلطی پر اسے متنبہ کر دیا جاوے تو وہ اعتراف کے لئے تیار ہے –)

لا جبر و لا اختیار جو ہم اپنا مذہب (اسلام کا منشاء) پیش کرتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ اسلام نہ تو انسان کو اس قسم کا مجبور قرار دیتا ہے جو معترضین اسلام مسئلہ تقدیر کو اپنی غلط فہمی سے نشانہ بنا کر پیش کرتے ہیں اور نہ اس قسم کا مختار بناتا ہے جو بعض نادان سمجھتے ہیں کہ وہ ہر امر میں کامل اختیار رکھتا ہے جو چاہے سو کرے –

حقیقت یہ ہے کہ فطرت انسانی ہمیں بتاتی ہے کہ بعض قوتیں انسان کی اپنے حیطہ اختیار و اقتدار میں ہیں اور ان سے کام لینا یا نہ لینا انسان کے اختیار میں ہے – مثلاً ہاتھ سے کام لینا یا زبان ہلانا

(جان)

آنکھ سے دیکھنا وغیرہ اور بعض قوی ایسے ہیں کہ ان پر اسکا کچھ بھی دخل و اختیار نہیں ہے جیسے زبان میں ذائقہ کی قوت یا آنکھ میں دیکھنے کی قوت – انسان نہیں کر سکتا کہ میٹھی چیز کھاوے اور زبان کو کہے کہ تو اسے تلخ ظاہر کر یا آنکھ کھلی ہوں اور وہ آنکھ کو کہے کہ فلاں چیز دیکھ اور فلاں نہ دیکھ – یا اندر ہی اندر جو انسان میں نشوونما ہو رہا ہے کہیں ہڈیاں بن رہی ہیں کہیں خون بن رہا ہے وغیرہ انسان انکے بنانے یا نہ بنانے پر کوئی اختیار نہیں رکھتا ہے – پس یہ قوی اسکے اختیار اور اقتدار سے باہر ہیں – جب یہ دو قسم کا قانون انسان کے اندر کام کر رہا ہے تو کسی صورت میں انسان کو مجبور مطلق یا مختار مطلق کہنا سراسر غلطی ہے – اور اسی اصل پر غور نہ کرنے کی وجہ سے مسئلہ تقدیر پر نادان لوگوں نے اعتراض کئے ہیں یہ سوال ہوتا ہے کہ تقدیر کیا ہے؟

تقدیر کا مفہوم اور مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں ہر شے کو ایک اندازہ پر بنایا ہے اور ہر ایک شے کا ایک نتیجہ قرار دیا ہے جیسے آنکھ دیکھتی ہی ہے سن نہیں سکتی آگ میں ہاتھ ڈالو گے تو جل جاوے گا – وغیرہ وغیرہ –

یہ اسلامی شریعت کی ناواقفی اور کم فہمی کی وجہ سے ہے جو تقدیر پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے جو تمام بلند پروازیوں کی جڑ ہے –

ہم یہ تامل کہتے ہیں کہ جیسے ایک مجبور مطلق کو سزا دینا معترضین تقدیر کے نزدیک نامناسب ہے ویسے ہی ایک مختار مطلق کو سزا دینا بھی صحیح نہیں ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ ہی بیت اور حقیقت میں درست اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے جو اسلام نے قرار دیا ہے کہ نہ اسے مجبور مطلق قرار دیا ہے نہ مختار مطلق –

جن اعمال و افعال میں وہ مجبور مطلق ہے انپر شریعت اسلامی کا کوئی فتویٰ سزا یا جزا کا نہیں ہے – جیسے ہم نے اوپر بیان کیا ہے مثلاً ہڈیوں کے بننے یا انسان کے نشوونما کے متعلق کہ فلاں انسان لمبا ہو – یا ناٹا ایسا ہو انپر شریعت کا کوئی فتویٰ نہیں ہے ہاں جن افعال پر انسان کو اقتدار اور اختیار ہے اور وہ اعمال اس کی طاقت کے اندر ہیں انپر وہ حکمرانی کرتا ہے جیسے مثلاً آنکھ سے دیکھنا اور آنکھ کو بند رکھنا یہ انسان کے اختیار میں تھا اسلئے حکم ہوا کہ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم – مومنین سے کہہ دو کہ نگاہیں نیچی رکھا کریں – زبان سے بولنا یا نہ بولنا اسکے اختیار میں تھا اسلئے زبان کے متعلق احکام صادر ہوئے – غرض جن جن قوی پر انسان کو اختیار ہے – انہی کے متعلق احکام شریعت ہیں – یہی وجہ ہے کہ ملت اسلام کا باپ – ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتا ہے واذا مرضت فھو یشفین جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے – پس ہمارے نزدیک کسیقدر اختصار کے ساتھ یہ حقیقت ہے –

مدرسہ تعلیم الاسلام

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں عید الفطر کی تقریب کے قریب آجانے کی وجہ سے ہم عید فنڈ کی طرف احمدی قوم کو توجہ دلا چکے ہیں آج ڈاکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کا کارڈ جو انہوں نے بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجا ہے شائع کرتے ہیں – وھو ھذا –

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرم – السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ – عید الفطر کا مبارک دن قریب آ رہا ہے – اس واسطے میں آپکو یہ تحریک یاد دلاتا ہوں اور چندہ عید فنڈ ایک روپیہ عن فی کس احمدی ممبر اور صدقہ فطر مدرسہ کے یتامیٰ اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی جماعت کا جمع کر کے جسقدر جلد ہو سکے بنام مہتمم مدرسہ ارسال فرماویں – بسبب کالج بننے اور مدرسہ کے سرکاری منظور ہو جانے کے عمارت اور سامان اور ملازمین مدرسہ اور وظائف طلباء اور کتب خانہ وغیرہ امور کے واسطے بہت سے فنڈ کی ضرورت ہے جسکا جمع ہونا آپ صاحبان کی توجہ کو چاہتا ہے – والسلام –

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ
قائم مقام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ضلع گورداسپور

نواب علی شاہ صاحب کی خواب کی تعبیر

الحکم مورخہ ۱۰ و ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء میں نواب علی شاہ صاحب ساکن کشمیر نے ایک خواب چھپوایا ہے جس میں انہوں نے ایک زمین سے چھوٹے چھوٹے پہلے ایک سانپ اور پھر بہت سے سانپ مرے ہوئے چوہوں کے کھاتے ہوئے اور چوہوں سے کھاتے جا رہے ہیں دیکھے ہیں – مولوی محمد فضل صاحب نے جو تعبیر کی ہے وہ بجائے خود ہے لیکن میرے نزدیک اسکی تعبیر یوں ہے نواب علی شاہ میں لفظ نواب کے معنے نائب اور خلیفہ کے ہیں اور علی شاہ یعنی بلند بادشاہ خود باری تعالےٰ ہے جس کا خلیفہ یعنی حضرت مسیح موعود اس وقت اس زمین پر وارد ہوا ہے – وہ دنیا کے واسطے رحمت تھا مگر بدقسمت دشمن بسبب اپنے خباثت اعمال کے اسی سے زہر کھا گئے – آدم اور شیطان کے مقابلہ میں انہوں نے شیطان کا طرف لیا ہے اسلئے وہ سانپ کی شکل میں دکھائی دئے – جو آدم کا پورانا دشمن ہے – چوہا فاسق ہے عربی میں اس کو فویسق کہتے ہیں – فسق بد عہدی کا نام ہے – ابتداء سے پیغمبروں کے ذریعے اور خاصکر حضرت خاتم الانبیاء کے ذریعے سے جو عہد اہل کتاب سے لیا گیا تھا کہ وہ دجال کے فتنہ کے وقت مسیح کا ساتھ دیں گے – اس عہد کو ان لوگوں نے فسق کیا یہی فسق ان لوگوں کو کھا رہا ہے – اور وہ بجائے اوپر آسمان کی طرف چڑھنے کے نیچے زمین میں دھنس رہے ہیں اور اخلد الی الارض کا مصداق بن رہے ہیں یہ سلطان الموت کا کیڑا بھی زمین سے ہی نکلتا ہے اور چوہوں کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچتا ہے – اس خواب سے ملک کشمیر کے طاعون زدہ ہونے کا بھی خوف ہے – یہ تعبیر میرے خیال میں خواب کو پڑھتے ہوئے بے ساختہ آئی ہے – واللہ اعلم بالصواب –

محمد صادق – عفی اللہ عنہ
قادیان

کچھہ اپنی نسبت

ہم ان بقایا داران کے شکر گزار ہیں جنہوں نے مطبع کی ضروریات کو محسوس کر کے یا خوف خدا سے اپنا بقایا صاف کر دیا ہے اور مطبع کے بھیجے ہوئے وی پی وصول کر لئے ہیں –

۱ – اور ہم آج ان احباب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے کئی مرتبہ وی پی واپس کئے ہیں کیونکہ آخر ہم ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء سے ان کے نام اخبار بھیجنا بند کر دینگے – اور اسطرح پر آخر سال تک کچھ بھی فائدہ ہوگا اور بعض ہمدردان الحکم جب دفتر الحکم میں تشریف لا کر بقایا داران کے رجسٹر کو دیکھا کرتے ہیں تو وہ ان کے اسماء گرامی کو ہمدردان قوم میں پاکر کچھ افسوس کرینگے –

سال رواں کے اختتام میں اب ایک ہی مہینہ باقی سمجھئے – اس لئے اب اطلاع دیجاتی ہے کہ سابقہ گذشتہ کے معمول کے موافق ۱۰ – دسمبر ۱۹۰۵ء کا الحکم سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کے واسطے بذریعہ وی پی بھیجا جاوے گا – اور اس سے پہلے بذریعہ مطبوعہ کارڈوں کے حسب معمول اطلاع دیجاوے گی – میں یقیناً عرض کرتا ہوں کہ اخبار کے استحکام کرنے کو قوم کی حقیقی کوششوں کی ضرورت ہے اور اس امر کی ضرورت کہ وقت پر واجب چندہ ادا کیا جاوے – قومی اخبار قومی قوتوں و جنبشوں سے چلتے ہیں لیکن الحکم کہہ سکتا ہے کہ بلا اشتہار چند آدمیوں کے جنہوں نے وقتاً فوقتاً اس کی تحریروں پر توجہ کر کے ان حضرات کو قادیان سے دور رہ کر بھی محسوس کیا – کسی شخص کو یہ موقعہ نہیں ملا کہ وہ اسے ڈونیشن دے – اور نہ کبھی الحکم کی طرف سے اس قسم کی درخواست ہی ہوئی ہے – یہ ایسی باتیں ہیں جو قوم کو خود محسوس کرنی چاہئیں – بہرحال آئندہ کے لئے اگر خدا تعالےٰ نے ہمیں توفیق دی اور اس خدمت کے قابل ہمیں رکھے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ صرف ان خریداروں کے نام الحکم جاری رکھا جاوے جو پیشگی قیمت دینے والے ہوں – ہاں بعض خوش معاملہ لیکن غیر مستطیع احباب جو ان سات آٹھ سال میں ہمیشہ خوش معاملہ ثابت ہوئے ہیں اس قاعدہ سے مستثنےٰ کئے جاویں – ایسے شخص کو اپنی جگہ سوچ لینا چاہیے کہ آیا وہ الحکم پیشگی قیمت پر خرید سکتا ہے یا نہیں –

یہ قاعدہ پختہ کر لیا جاوے گا – کہ جو شخص وی پی واپس کریگا بجائیکہ اوسے پہلے اطلاع دیگئی ہو

اور وہ وی پی جاری ہونے سے پہلے اون کے نہ پہونچنے کی اطلاع دیدے یا قبل از وقت اونکی اطلاع نہ ہو سکے اور ہتکنے اونکے ہر دو الحکم و البدر پر نام خارج کر دیا جاویگا۔ اس سال سلیج کو ہر حصہ میں بھی بہت سا خسارہ ہوا ہے یہ بھی یاد رہے کہ جن احباب کا سالانہ چندہ بذریعہ وی پی وصول ہوا ہے اون سے وی پی کمیشن وصول نہیں کیا گیا وہ اس مرتبہ شامل کر لیا جاویگا۔

تفسیر القرآن اور اوسکے خریدار

ہم نے اطلاع دیدی کہ تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ شائع ہو گیا اور اکثر خریداروں کے نام وہ روانہ بھی ہو گیا۔ لیکن ابھی تک بعض ایسے لوگ معلوم ہوتے ہیں کہ جن کے پاس متفرق اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور انہوں نے ابھی تک باقی اجزا کے طلب کرنے کی اطلاع نہیں دی ایسی صورت میں ہم بری الذمہ ہیں۔ اگر کسی کو باقی اجزا نہ ملے ہوں۔ ہاں اگر اطلاع دینے پر نہ بھیجا جاویں تو ہم ذمہ دار ہیں۔ جن لوگوں کے پاس اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور ان کے پاس مکمل پارہ بھی پہنچ گیا ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اجزا واپس بھیجدیں درخواست میں صاف لکھا جاوے کہ اس صفحہ تک پارہ دوم پہونچا ہوا ہے۔

نکاح کی ضرورت

ہمارے ایک مخلص احمدی بھائی میاں رحمت الله صاحب جو لاہور کے ارائیں قوم سے ہیں اور بنگہ ضلع جالندھر میں ایک اچھی دوکان سبزی اور میوہ فروشی کی رکھتے ہیں اپنی اہلیہ کے فوت ہو جانے کی وجہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ میاں رحمت الله نوجوان ہیں۔ اون کی عمر ۳۰ سال کی ہے۔ اور لکھے پڑھے ہیں۔ جہانتک ایڈیٹر الحکم کو ان سے ذاتی تعارف اور اون کے حالات کی واقفیت ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میاں رحمت الله خدا کے فضل و کرم سے ایک دیندار اور شریف آدمی ہے۔ جو صاحب ان سے اس قسم کا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست میاں رحمت الله احمدی بنگہ ضلع جالندھر کے پتہ پر یا ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط و کتابت کرے۔

ایک اور بھائی طالب نکاح ہے

شیخ غلام احمد صاحب نو مسلم جو ایک شریف گھرانہ کے کھتری تھے (اور عرصہ سے مسلمان ہیں۔ اور اب خدا کے فضل سے احمدی ہیں اور خاص قادیان میں بوجہ معاش کے لئے شیر فروشی کا کام کرتے ہیں) ہم نکاح کے خواہشمند ہیں شیخ صاحب اپنا

گذارا کر سکتے ہیں نوجوان اور نیک ہیں۔ اور تعلق پر وہ اپنے کار و بار کو بڑھا سکتے ہیں ہمارے اپنے خیال میں ایک دیندار اور متقی آدمی تو مال و دولت کی پروا نہیں کرتا۔ البتہ شرافت نیک چلنی۔ اور پرہیزگاری کو مقدم کر لیتا ہے۔ کیونکہ متقی کے لئے یہ سامان خود سوئی کریم ہو جاتا ہے۔

ایک ضروری بات

اکثر احباب اور خریداران الحکم نے وقتاً فوقتاً ہمیں لکھا ہے اور زبانی بھی جب انہیں ملاقات کا موقع ہوا ہے تو فرمایا ہے کہ جو نئی کتاب دفتر الحکم سے یا قادیان سے شائع ہو ہمیں بلا تکلف بذریعہ وی پی بھیجدی جایا کرے۔ ہم نے ایسے بزرگواروں کے نام باقاعدہ اپنے کسی رجسٹر میں اپنی لاپروائی یا غفلت سے درج نہیں کئے۔ اور پھر ایسے بزرگوں سے شرمندہ ہونا پڑا اب ہم نے ارادہ کیا ہے کہ مستقل طور پر ایسے خریداروں کے نام نوٹ کر لئے جاویں اسلئے بجائے اس کے کہ سب صاحب ہمیں اطلاع دیں صرف وہ بزرگ براہ کرم اطلاع دیں جنکا نام درج رجسٹر کیا جاوے ہم آخر دسمبر ۱۹۰۴ء تک ایسے تمام بزرگوں کی یادداشت مکمل کر لینگے۔ اس کے بعد جو بزرگ اس سلسلہ میں اپنا نام نہیں دینگے انکے سوا کل خریداران الحکم کو خریداران کتب جدید سمجھ لیا جاوے گا۔ اور پھر ہر جدید کتاب انکی نسبت میں بھیجدی جاویگی۔ اس لئے ہر ایک بھائی اس امر پر غور کرکے جلد اطلاع دے اگر وہ نام درج کرانا چاہیں۔ (ایڈیٹر الحکم)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی علمی عملی دلچسپیوں کا سامان

ایڈیٹر الحکم ان دنوں دو جدید کتابیں خود لکھی ہیں اور دو کتابیں تالیف کی ہیں پہلی دو کتابوں میں سے ایک کا نام

نماز اور اسکی حقیقت

ہے۔ اس عجیب اور قابل قدر کتاب کی خوبیوں کی اطلاع پانے کے لئے ہمارے ناظرین ۱۰ دسمبر کے الحکم کا انتظار کریں جس میں اسکا مفصل اشتہار ہے فہرست مضامین دیا جاویگا جس انداز اور اسلوب پر اسکو لکھا گیا ہے ہم بجائے خود دیکھتے ہیں کہ انشاء الله العزیز اسے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاویگا۔

دوسری کتاب

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق مستورات کے دلچسپ سلسلہ کا دوسرا نمبر یا

موتیوں کی لڑی کا دوسرا حصہ

ہے جو انہیں ایام مبارک رمضان میں لکھا جارہا ہے اس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت اور اوسکی صداقت کو عجیب طرز پر دکھایا ہے مشتری طور توجہ

سے بچنے کی راہ بتلائی ہے اور عام فہم اور سلیس فقروں میں عیسائی مذہب کے رد کا کارگر حربہ سکھایا ہے اسلامی تعلیم کی خوبیوں اور قرآن کریم کے زندہ اعجاز کا ثبوت دیا ہے۔ وہم پرستی اور رسم پرستی کے نقصانات۔ فقیروں کے ہتھکنڈے ٹونے ٹوٹکوں کی خرابیاں دکھائی گئی ہیں۔ اس کتاب کا مفصل اشتہار مع فہرست مضامین بھی اسی اشتہار میں دیا جاویگی (انشاء الله)

اسکے سوا

دو قابل قدر اور ضروری کتابیں بطور تالیف ہوچکی ہیں اور وہ دونو کاتب لکھ رہے ہیں۔ انہیں سے ایک کا نام غالباً

خطبات کریمیہ

ہوگا۔ یہ کتاب تین حصوں پر منقسم ہوگی جس میں سے ہر ایک حصہ میں ۱۰ خطبے ہونگے یہ خطبے جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے مختلف مواقع پر پڑھے ہیں۔ اس کتاب کی خوبی اور عظمت کا پتہ لگ سکتا ہے۔ ہر جگہ قریباً جمعہ کی نمازوں میں یہی خطبے پڑھے جاتے ہیں۔

دوسری کتاب

جو تالیف ہوچکی ہے اور کاتب لکھ رہا ہے وہ مجاہد المسیح یا اسی قسم کے اور مناسب نام سے موسوم ہوگی۔ اس کتاب میں وہ اردو و فارسی اشعار جمع کئے گئے ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان و تعریف میں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب حضرت حجۃ الله سے ربط ایمان و محبت بڑھانے کے لئے کارگر اور مجرب نسخہ ہوگی اچھی طرز کی نئی در ثمین کہلائیگی۔

ان چاروں کتابوں کے لئے دفتر الحکم کے سوا اور کہیں درخواست نہیں کرنی چاہئے قیمت کی نسبت ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

مکتوبات امام الزمان علیہ الرحمان

حضرت اقدس حجۃ الله مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے مکتوبات کو خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جو عرصہ سے اون کی تلاش و جستجو میں تھا بہت بڑی مقدار میں جمع کر لیا ہے۔ اور ابھی کر رہا ہے۔ وقتاً فوقتاً الحکم کے ذریعہ بھی ان گراں بہا اور اچھوتے حقایق کو ناظرین الحکم کے لئے پیش کیا ہے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ ان مکتوبات کو پانچ مختلف جلدوں میں چھاپ دیا جاوے اور جہاں تک ممکن ہو اور اسباب میسر آسکیں کوشش کی جاوے۔ کہ وہ خوشخط عمدہ اور صحیح چھپیں اس کے لئے مدد کرنا اس قوم کا فرض ہے۔ جو کہ نبی قدسی جل الانبیاء کو شناخت کر چکی ہے اور اس کے کلمات طیبات کی قدر سمجھتی ہے۔ صحت کے لئے

بزرگان ملت کی امداد کی ضرورت ہے جس کے لئے مجھے امید ہے کہ انہیں دریغ نہ ہوگا اور وہ اس کام میں مجھے مدد دینا اپنا روحانی فرض سمجھیں گے۔ ان مکتوبات کو میں بذیل ذیل پانچ حصوں پر تقسیم کروں گا۔

اوّل۔ وہ مکتوبات جو اسلام کے مسائل یعنی آیات کی تفسیر کے متعلق ہیں۔
دوم۔ وہ مکتوبات جو تعبیر خواب وغیرہ کے متعلق ہیں۔
سوم۔ وہ مکتوبات جو مختلف مذاہب کے رد میں
〃 ہیں۔ اسی میں وہ مکتوبات بھی شامل
〃 ہونگی۔ جو مختلف مذاہب کے لیڈروں
〃 یا بانیوں کے نام لکھے گئے ہوں۔
چہارم۔ وہ مکتوبات جو تمام حجت اسلام یا اپنی ذات
〃 کے متعلق معترضین یا مخالفین سلسلہ
〃 عالیہ احمدیہ کو لکھے۔
پنجم۔ وہ مکتوبات جو شاہان وقت کو لکھے ہیں

بظاہر یہ کام ایک عظیم الشان کام ہے لیکن میں اپنی قوم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اوقات ناچیز اور ہیچمرز خاکم تو خدا تعالیٰ نے محض فضل سے اس خدمت کے سرانجام دینے کے قابل ہوگا۔ اس لئے یہ مجموعہ جہاں تک اسے جمع کر لیا ہے۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی مکتوب ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس کی نقل یا اصل مجھے بھیجدے۔ وہ یہ سمجھے کہ وہ ایک ضروری دینی خدمت کے پورا کرنے میں شریک ہوگا۔ مکتوبات کے اوّل ایک دیباچہ انشاء الله قابل دید ہوگا۔ جس کے لکھنے کی میں حضرت حکیم الامت یا مخدوم الملت مولوی عبد الکریم صاحب سے درخواست کرونگا ورنہ جو کچھ برا بھلا ہوگا خود لکھکر ان بزرگوں کے سامنے بغرض اصلاح رکھدونگا وما توفیقی الا بالله العلی العظیم۔

اگر ناظرین الحکم مجھے اطلاع دیں کہ وہ کس کس قدر جلدیں خریدلیں گے تو میں اس قابل ہوسکتا ہوں کہ اندازہ کرلوں کہ کس قدر جلدیں چھپوائی جاسکیں۔ کیونکہ جسقدر زیادہ جلدیں طبع ہونگی اوسیقدر رعایت ہوسکتی ہے۔ (ایڈیٹر الحکم)

مفت رائج الوقت

اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم سلمکم الله تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ الله وبرکاتہ۔ آپ کی تحریک پر اخویم شیخ محمد یوسف صاحب احمدی ٹھیکیدار کمشریٹ انبالہ نے نہایت فیاضی سے ۱۰۰ جلد جام شہادت پوری قیمت پر خرید فرماکر احقر کے پاس بغرض مفت تقسیم کے امانت رکھی ہے جسکو وہ صرف چاہتے ہیں کہ جہاں یہ مرثیہ نہیں پہونچ سکا وہاں پہونچ جائے۔ اسلئے میں بذریعہ نیاز نامہ ہذا التماس کرتا ہوں کہ جو صاحب اسکے شائق ہیں اور اسکو پڑھنا چاہتے ہیں تو ۱/۲ کا ٹکٹ بھیجکر مجھ سے منگالیں۔ حسب گنجائش نسخہ برتانہ کردئے جائینگے۔ اور شکریہ کو کارڈ کو خدمت شیخ صاحب موصوف بمقام انبالہ چھاونی بازار [illegible]